

## صوبائی اسمبلی شمال مغربی سرحدی صوبہ

اسمبلی کا اجلاس، اسمبلی چیمبر پشاور میں بروز جمعۃ المبارک مورخہ 25 اپریل 2003ء بمطابق

22 صفر 1424 ہجری صبح نو بجکر پچپن منٹ پر منعقد ہوا۔

جناب سپیکر، بخت جہان خان مسند صدارت پر متمکن ہوئے۔

### تلاوت کلام پاک اور اس کا ترجمہ

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ -  
كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ وَإِنَّمَا تُوَفَّوْنَ أُجُورَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَمَنْ زُحِرَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ  
فَقَدْ فَازَ وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَلَعُ الْغُرُورِ ۝ لَتُبْلَوُنَّ فِي أَمْوَالِكُمْ وَأَنفُسِكُمْ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِينَ  
أُوتُوا الْكِتَابَ مِن قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا أَذَى كَثِيرًا وَإِن تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا فَإِنَّ ذَلِكَ مِن عَزْمِ  
الْأُمُورِ - صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ -

(ترجمہ): ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے اور تم کو پوری پاداش تمہاری قیامت ہی کے روز ملے گی تو جو شخص دوزخ سے بچا لیا گیا اور جنت میں داخل کیا گیا سو پورا کامیاب وہ ہوا۔ اور دنیاوی زندگی تو کچھ بھی نہیں مگر صرف دھوکے کا سودا ہے۔ البتہ آگے اور آزمائے جاؤ گے اپنے مالوں میں اور اپنی جانوں میں اور البتہ آگے کو اور سنو گے بہت سی باتیں دل آزاری کی ان لوگوں سے جو تم سے پہلے کتاب دیئے گئے ہیں اور ان لوگوں سے جو کہ مشرک ہیں اور اگر صبر کرو گے اور پرہیز رکھو گے تو یہ تاکیدی احکام میں سے ہے۔ وَآخِرُ الدَّعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔

قاری محمد عبداللہ: پوائنٹ آف آرڈر جناب سپیکر۔

جناب سپیکر: قاری عبداللہ ہنگش صاحب۔

### رسمی کارروائی

قاری محمد عبداللہ: ہمارے حلقہ ٹل میں ایک ایس ایچ او اور دو پولیس نوجوان ڈاکوؤں کے ساتھ مقابلے میں جان بحق ہو گئے ہیں، لہذا ان کے لئے دعا کی استدعا ہے اور اس کے علاوہ اپنی حکومت کو یہ معروض پیش کرتا ہوں کہ ان کے لئے ایک ایک لاکھ روپے معاوضے کا بھی اعلان کریں اور اس سلسلے میں علاقہ کے امن وامان کی صورت حال کا بھی نوٹس لیں، شکریہ۔

جناب خالد وقار ایڈووکیٹ: سپیکر صاحب! ہم دغسپی خبرہ۔۔۔۔۔

(قطع کلامی)

قاری محمد عبداللہ: دعا او کرائی، دعا۔

جناب سپیکر: جناب امان اللہ حقانی صاحب سے درخواست ہے کہ وہ دعا فرمائیں۔

قاری محمد عبداللہ: دعا او کرائی۔

جناب خالد وقار ایڈووکیٹ: سپیکر صاحب! ہم دغسپی یوہ خبرہ زما ہم دہ، زما حلقہ

کبنپی دوہ پولیس والا، یونن شہید شوہی دے مقابلہ کبنپی۔۔۔۔۔

(قطع کلامی)

جناب سپیکر: ان کے حق میں بھی دعا فرمائیں۔

جناب خالد وقار ایڈووکیٹ: او یو جی پرون نو د هغی دو اړو د پارہ دعا او کرائی۔

(اس مرحلہ پر مرحومین کے لئے دعائے مغفرت کی گئی)

جناب نادر شاہ: پوائنٹ آف آرڈر جناب۔

جناب سپیکر: نادر شاہ صاحب۔

جناب پیر محمد خان: سپیکر صاحب! لہر زمونہر یو شو خبری۔۔۔۔۔

(قطع کلامی)

جناب سپیکر: نادر شاہ صاحب، نادر شاہ صاحب۔

جناب نادر شاہ: شکریہ جی، پرون ما تاسو ته دا اخباری یو خبر وړاندې کوؤ خو تاسو په هغه وخت کښې اووئیل چه پرے دے باندې خبره راروانه ده نو په دې وجه باندې په هغه وخت کښې ما هغه خبره واپس واغسته خو زه بیا د ایوان توجه دے اخباری خبر ته راروم، "سرحد حکومت کارویه غیر جمہوری ہوتا جا رہا ہے، آفتاب احمد خان شیر پاؤ" پن بجلی کے خالص منافع کی مد میں آٹھ ارب روپے کا مطالبہ ناقابل فہم ہے، صوبائی حکومت نے رویہ تبدیل نہ کیا تو اسے رخصت ہونا پڑے گا، "جناب سپیکر صاحب! زمونږ خو خپل وفاقی وزیر نه په دغه ځائے کښې، په مرکزی حکومت کښې دا توقع وه چې یره دا صوبائی حکومت څه مطالبه کوی نو هغه به زمونږ د دې مطالبے ملگرتیا کوی، بلکه د هغه په خپل حکومت کښې هم د دې منافع د زیات کولو د پارہ د اسمبلی په فورم باندې بلا پیرے دا خبره راغلې وه چې په دې منافع کښې د اضافہ اوشی، لیکن بجائے د دې چې هغه زمونږ د دې صوبے د نمائنده په حیثیت باندې، د یو وفاقی وزیر په حیثیت باندې زمونږ د دې خبرې حمایت کړے وے، التا هغه زمونږ صوبائی حکومت ته، بلکه دے صوبائی اسمبلی ته په دهمکے باندې راغلې دے چې یره دا به رخصت شی نو لہذا د دې صوبائی اسمبلی دا استحقاق مجروح شوې دے ځکه چې پکار دا وه چې ده زمونږ په دې څیز کښې ملگرتیا او حمایت کړے وے او شپږ ارب روپئی نه، آتہ اربہ روپئی نه، بلکه د دې صوبے پندرہ ارب روپئی هغه د بجلئی په خالص منافع کښې زمونږ حق کیږی او بجائے د دې چې هغه زمونږ هغه مطالبے ته ترجیح ورکړے وے هغه التا زمونږ صوبائی حکومت ته دهمکی ورکړه چې دده رویه غیر جمہوری ده، چونکہ مونږه ته پتہ ده چې په دې ملک کښې د یو ډکټیټر حکومت دے او د ډکټیټر د حکومت په وجه باندې دے زمونږه وفاقی وزیر جوړ شوې دے، لیکن د یو جمہوری سړی سره د ډکټیټر په ژبه کښې خبره کول، دا مناسب الفاظ نه دی، لہذا زمونږه دا خواست دے چې هغه د دا الفاظ خپل واپس واخلي چې یره صوبائی حکومت به د دې ځائے نه رخصت کیږی، شکریہ۔

جناب شاہ راز خان: دے سلسلہ کبھی جی زہ خبرہ کوم، زما عرض دا دے چہ یو خو  
 دا دہی اسمبلی قرارداد وو چہی د بجلنی منافع د مونو. تہ ملاؤ شی نو د  
 اسمبلی استحقاق ہم دہی سرہ مجروح شوے دے، بلہ دا دہ چہی۔۔۔۔۔  
 (قطع کلامی)

جناب سپیکر: شاہ راز خان۔۔۔۔۔

جناب شاہ راز خان: زہ عرض کوم جی۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: مرید کاظم صاحب آپ کو میں ٹائم دیتا ہوں، آپ کو میں ٹائم دیتا ہوں۔

جناب شاہ راز خان: چہی شوک مطالبہ کوی کنہ جی، چہ شوک مطالبہ کوی، چہی  
 حکومت مطالبہ کوی نو بیا حکومت تہ وائی چہی زہ تا رخصت کوم، حالانکہ  
 چہی کوم حکومت سرہ دہی اسمبلی اکثریت دے نو پہ کوم کھاتہ کبھی دے ہغہ  
 رخصت کوی؟ او دلته کبھی چہی ہغہ کلہ وزیر اعلیٰ وو نو ہم دغہ خبرہ بہ ئے  
 کولہ خوزہ بہ دو مرہ اوویم چہی وائی اسلام آباد تہ سرہ لارشی کنہ۔

نو ما درتہ وے اسلام آباد تہ مہ غہ خدائے خبر چا کرے د نظرہ

یارہ

خلق ژورے تہ را کاری خلق او تا بوتلل ولے د ژورے یارہ

(تالیاں)

جناب سپیکر: جناب مرید کاظم صاحب۔

سید مرید کاظم شاہ: جناب سپیکر صاحب! بات یہ ہے کہ آفتاب خان سے ہم نے کل اسی معاملے پر بات کی  
 تو انہوں نے کہا کہ میں نے ایسا کوئی بیان نہیں دیا، میں ایک جمہوری انسان ہوں، اس کے لئے ان کی تردید  
 بھی ان شاء اللہ بہت جلد آجائے گی اور کبھی بھی ایک جمہوری حکومت کو اس طریقے سے نہیں ہٹایا جاتا،  
 جب ہماری اکثریت بنے گی تو ہم ضروری ہٹائیں گے ان شاء اللہ (تالیاں) لیکن کبھی بھی غلط  
 طریقے سے کوئی ایسا غلط کام نہیں کریں گے کہ جس سے آپ کو یا انکو تکلیف ہو، ہم جمہوری طریقے سے سب

کام کریں گے، دوسرا جی۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: حسین احمد صاحب، پلیز۔

سید مرید کاظم شاہ: سر! یہ ایک جمہوری سسٹم ہے، یہ سسٹم ہے جمہوری، اگر کسی کو اکثریت ہوتی ہے وہ اپنی اکثریت ثابت کرے گا، لیکن اس پر کسی کو ناراض ہونے کی ضرورت نہیں ہے بات یہ ہے، دوسرا جو فارمولے کی بات، تو پہلے ہمارے ممبر صاحب اے جی این قاضی فارمولہ پڑھ لیں، اس کے مطابق سب کچھ ہو رہا ہے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: Net profit پر تو بات ہوگی ان شاء اللہ، وہ تو۔۔۔۔۔

سید مرید کاظم شاہ: اس پر بات ہوگی۔

جناب ظفر اعظم (وزیر قانون): اس کا مطلب یہ ہے کہ اے جی این قاضی کا فارمولہ آپ نے پڑھا ہے۔

سید مرید کاظم شاہ: نہیں سر۔۔۔۔۔

وزیر قانون: اگر آپ نے پڑھا ہے تو آپ ہمیں بھی بتادیں کہ اس۔۔۔۔۔

Mr. Speaker: No cross talking at all. Malik Zafar Azam Sahib, please, no cross talking at all.

سید مرید کاظم شاہ: جب موقع آئے گا تو اس پر بات ہوگی اور یہ بہت اچھی بات ہے کہ آفتاب خان نے آتے ہی اعلان کیا کہ ہمارا انٹ پرائٹ آپ کو جو بجلی کامل رہا ہے، یہ پہلی دفعہ ہے کہ آپ چن رہے تھے، لیکن ابھی ہمیں مل رہا ہے تو اس پر تو اس اسمبلی کو ان کا شکریہ ادا کرنا چاہیے، دوسرا ہمارے ممبر صاحب نے آفتاب خان کے ادھر جانے کے بارے میں کہا تو پہلے مولانا فضل الرحمن کو بھی اسلام آباد جانے سے روکیں جی، بعد میں ان کو روک دیا جائے گا۔

Mr. Speaker: Thank you.

جناب اسرار اللہ خان گنڈاپور: جناب سپیکر صاحب۔

جناب سپیکر: زما پہ خیل خیال د ہغوہی، مرید کاظم صاحب پارلیمنٹری لیڈر دے د شیرپاؤ گروپ، دا بیان، مطلب دا دے ہغوہی دا اووئیل چہی زمونہر د ہغہ سرہ خبرہ شوہی دہ او دا بیان د ہغہ نہ دے، زما پہ خیل خیال دا وضاحت کافی دے۔

جناب اسرار اللہ خان: جناب سپیکر صاحب۔

جناب سپیکر: جی۔

جناب اسرار اللہ خان: یوہ ضروری مسئلہ دہ۔۔۔۔۔

مولانا محمد مجاہد خان الحسینی: بیبا پکار دے چہی د دہی تردید اوشی جی کہ دا بیان غلط دے، نو پکار دے آفتاب شیرپاؤ صاحب د طرف نہ د دہی تردید اوشی یا د دہی اخبار خلاف تاسو ایکشن واخلئی۔

جناب سپیکر: او بہ کپری، تردید بہ او کپری، جی اسرار اللہ خان گنڈا پور صاحب۔

جناب سکندر حیات خان: تردید ئے نن اخبار کنبہی راغلی دے کہ مولانا صاحب ہغہ خپل اخبار ونہ کلہ گوری، سحر اسمبلی تہ د راتلونہ مخکنبہی نو دغہ بہ ڊیرہ شکر بہ وی۔

جناب اسرار اللہ خان: جناب سپیکر صاحب! میں اس معزز ایوان کی توجہ کل کی اس Surety کی طرف دلانا چاہتا ہوں جو کہ جناب سردار ادریس صاحب نے ٹریژری بیج سے ہمیں دی کہ محکمہ ایجوکیشن میں مزید کوئی ٹرانسفر نہیں ہوگی، میں آج کی بات کر رہا ہوں اور فلور آف دی ہاؤس پر کر رہا ہوں کہ وہاں مزید ڈیڑھ سو ٹرانسفر ہوئے ہیں اور Back dated ہوئے ہیں تو اس کے متعلق آپ کیا کہیں گے؟ کیا Writ of the Government stop' side lucky کیا ڈی آئی خان میں کوئی حکومت نہیں ہے؟ کیا ڈی آئی خان کو آپ FATA کی طرح Status دلانا چاہتے ہیں کہ فیڈرل اس کا Status ہوگا؟ یہ کونسا طریقہ کار ہے؟ فلور آف دی ہاؤس پر ہمیں Surety دی گئی ہے۔۔۔۔۔

(قطع کلامی)

جناب سپیکر: میرے۔۔۔۔۔

جناب اسرار اللہ خان: ڈیڑھ ڈیڑھ سو ٹرانسفر کی جاتی ہیں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: اسرار اللہ خان گنڈا پور صاحب، اس پر ایک سپیشل باختیار کمیٹی۔۔۔۔۔

جناب اسرار اللہ خان: سارے ٹریژری بیج والے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: ایک سپیشل، باختیار کمیٹی، یہ فیصلہ ہوا ہے، بے سنگی۔

جناب اسرار اللہ خان: بیج میں ٹرانسفر ہو رہی ہیں اور Surety دے رہے ہیں، وہاں پر حلقے کے عوام

ہمارے خلاف اٹھ کھڑے ہوتے ہیں، Unelected لوگ ہیں اور وہ اس میں اتنی زیادہ مداخلت کر رہے

ہیں کہ اس میں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں آپ کا احتجاج اور آپ کی آواز ان تک پہنچ چکی ہے، انشاء اللہ اس کے لئے کمیٹی پر سوں بن جائے گی۔

جناب اسرار اللہ خان: کمیٹی چرتہ دہ؟

جناب سپیکر: کمیٹی بنی ہے یا بن جائے گی اس پر۔

جناب اسرار اللہ خان: یہ ایوان والے بیٹھے ہیں، میں ان سے کہتا ہوں مہربانی کر کے میری آواز کو مؤقف بنائیں اور اس پر باقاعدہ، اس کو رجسٹر کریں۔

سردار محمد ادریس (وزیر بلدیات و دیہی ترقی): میرے خیال میں اس کو روکا جائے سر۔

جناب اسرار اللہ خان: آپ مہربانی کر کے یا تو۔۔۔۔۔

سید مرید کاظم شاہ: یا تو اس حکومت کے منسٹر کے پاس اختیارات نہیں ہیں۔۔۔۔۔

Mr. Speaker: Mureed Kazim Sahib! please take the floor.

سید مرید کاظم شاہ: یا تو منسٹروں کے پاس اختیارات نہیں ہیں، میرے ساتھ منسٹر نے پر سوں ادھر وعدہ کیا ہے کہ کوئی ٹرانسفر، میں نے کہا ہے کہ اس طرح پھر ایک لسٹ نکل رہی ہے، جس میں Back date پر، وہ Back date میں نکال رہے ہیں، آج 25 دن کے بعد وہ لسٹ نکل رہی ہے تو انہوں نے کہا ہے کہ میں نے پہلے بھی آپ کی لسٹ سیکرٹری صاحب کو دے دی ہے اور انشاء اللہ یہ لسٹ نہیں نکلے گی تو مجھے یہ سمجھ نہیں آتا کہ منسٹر کی کوئی وقعت نہیں ہے، وہاں Unelected لوگ کام کر رہے ہیں تو پھر تو میرے خیال میں آپ اسمبلیوں سے باہر جائیں، انہی کو یہاں بھیج دیں۔۔۔۔۔

(تالیاں)

جناب سپیکر: ٹریژری، سردار ادریس صاحب۔

وزیر بلدیات و دیہی ترقی: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ جناب سپیکر صاحب! جو انہوں نے آج Indicate کیا ہے کہ 150 ٹرانسفرز ہوئی ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ کوئی بھی Back dated transfers یہاں پر نہیں ہو سکتیں، اس کے لئے Already کمیٹی مقرر ہو چکی ہے اور اس ضمن میں، اگر Back dated transfers ہوئی ہیں اور کل، جس طرح یہ کہہ رہے ہیں، ہوئی ہیں تو Definitely جو Defaulters ہیں اور جنہوں نے ٹرانسفرز کی ہیں، The serious action will be taken

against them جنہوں نے اس آرڈر کو Obey نہیں کیا، میں ان کو Assurance دلاتا ہوں کہ جس ٹرانسفر کے خلاف بھی اپیل ہوگی، جس طرح انہوں نے کمیٹی بٹھائی ہے تو اس کے مطابق اس کا Decision ہوگا اور یہ ٹرانسفر۔۔۔۔۔

جناب خالد وقار ایڈووکیٹ: سر! وہ کمیٹی تو پچھلی ٹرانسفرز کو دیکھے گی۔

Minister for Local Government: Let's me clear the.....

(Interruption)

جناب سپیکر: شہزادہ محمد گتاسپ خان صاحب۔

وزیر بلدیات و دیہی ترقی: اور اگر یہ ٹرانسفرز ہوئی ہیں تو وہ ٹرانسفرز۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: پلیز علیزئی صاحب، شہزادہ محمد گتاسپ خان صاحب۔

Shahzada Muhammad Gustasap Khan: Thank you very much, Sir.

جناب سپیکر: اسرار اللہ خان گنڈاپور صاحب، جب میں کسی کو فلور دے دوں، کسی معزز ممبر کو تو پھر دوسرے کو بیٹھنا چاہئے۔

شہزادہ محمد گتاسپ خان: سر! میں آپ کا شکر گزار ہوں، آپ نے موقع دیا، میں یہاں آپ کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ حکومت بہت Busy رہتی ہے، حکومت کے وزراء Busy رہتے ہیں، بہت بوجھ ہے، لیکن ہاؤس میں جو بات کی جائے تو سر وہ ذمہ داری آپ کی اور ہاؤس کی ہو جاتی ہے، کیونکہ On the floor of the House جو Commitment ہوتی ہے، اس ساری کارروائی کے Custodian آپ ہیں سر تو میں یہاں یہ تجویز دوں گا کہ ایسا ہوتا رہا ہے اور ایسا ہوگا بھی، آپ کی جو کمیٹی دو دن بعد بنی ہے سر، اگر اسے آپ جلدی بنادیں تاکہ اگر کوئی ایسی بات دوبارہ ہو تو وہ کمیٹی اس کا تدارک کرے، کیونکہ ہمیں اس پر بھی اعتماد نہیں رہا کہ ہاؤس میں Assurance دی جاتی ہے اور ٹرانسفرز Carry out کی جاتی ہیں، ایسا صرف ادھر ہی نہیں ہے، ڈی آئی خان کے علاوہ باقی اضلاع میں بھی ایسا ہی ہو رہا ہے، اس لئے ہماری یہ ریکویسٹ ہے سر کہ آج ہی کمیٹی کا، جس طرح کہ انہوں نے پوائنٹ آؤٹ کیا ہے، کمیٹی کل بھی بنتی ہے تو آج ہی ہاؤس کی کمیٹی تشکیل دے دی جائے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں شہزادہ محمد گتاسپ خان صاحب، حکومت نے پہلے بھی Assurance دی تھی، آج بھی Assurance دی ہے اور جب Discussion ہوگی تو Discussion کے فوراً بعد سپیشل



کمیٹی بنے گی اور اسی دوران جو Assurance کو Violate کیا گیا ہے تو اس کے لئے بھی طریقہ ہے،  
 Privilege motion آپ لوگ لا سکتے ہیں اور ہم اس کے Against کارروائی کر سکتے ہیں۔۔۔۔۔  
 جناب اسرار اللہ خان: جناب Assurance دی گئی تھی، لیکن اس پر عمل درآمد تو نہیں ہوا سر۔۔۔۔۔  
 جناب سپیکر: آپ Privilege motion لے آئیں تو انشاء اللہ پھر دیکھ لیں گے۔  
 جناب اسرار اللہ خان: سیشن کے بعد ہماری بات کون سنے گا؟

(شور)

جناب سپیکر: پلیز پلیز۔

جناب طاہر بن یامین: جناب ضلع ٹانک میں 143 تبادلے ہوئے ہیں، آپ کی کمیٹی کی Surety کی وجہ  
 سے۔۔۔۔۔  
 جناب سپیکر: یہ آپ چاروں آپس میں خود فیصلہ کریں کہ میں کس کو بولنے کا موقع دوں؟ آپ خود فیصلہ  
 کریں۔

جناب طاہر بن یامین: جناب میں علیحدہ ضلع ٹانک کی بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: طاہر بن یامین صاحب۔

جناب طاہر بن یامین: جناب ضلع ٹانک میں تقریباً ڈیڑھ سو تبادلے ہوئے ہیں، آپ کی Surety کی وجہ  
 سے ہم نے کہا کہ ٹھیک ہے ابھی تک ان پر کوئی عمل درآمد نہیں ہوا، وہ تبادلے سب کے سب غلط ہوئے  
 ہیں۔

جناب سپیکر: بھئی پیر کو اس پر بحث ہوگی اور انشاء اللہ اس کے بعد کمیٹی بنے گی۔

ملک ظفر اعظم (وزیر قانون): جناب سپیکر صاحب۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: ملک ظفر اعظم صاحب!

وزیر قانون: یہ جو سردار صاحب یا نوابزادہ صاحب کہہ رہے ہیں اور ہمارے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: مرید کاظم صاحب۔

وزیر قانون: ہمارے معزز اور مہربانی دوست جو کہہ رہے ہیں، ان کی بات پر ہمیں شک نہیں، لیکن کوئی Documentary proof بھی ان کے پاس نہیں ہے، کل کی بات کر رہے ہیں، اگر وہ Proof لے آئیں اور منسٹر صاحب کے ساتھ بیٹھ جائیں۔

(قطع کلامی)

جناب سپیکر: راستہ ہے، آپ Privilege motion لے آئیں، اس Assurance کے خلاف تو اس پر بحث ہوگی۔

جناب اسرار اللہ خان: جناب سپیکر! سیشن بھی ختم ہو جائے گا اور یہ وزراء نہ ہماری پہلے سنتے تھے، نہ اب سنیں گے یا یہ یہاں پر Commitment کر لیں، اگر میری بات جھوٹ نکلی تو میں اپنی سیٹ سے استعفیٰ دے دوں گا، نہیں تو یہ اپنی وزارت سے استعفیٰ دے دیں، کیونکہ یہ کیسینٹ Collectively responsible ہے، اگر کیسینٹ کی Responsibility یہی ہے جو وہ پچھلے چند دنوں سے Show کر رہے ہیں تو میں نہیں سمجھتا کہ ہماری اپوزیشن کے ساتھ جو سلوک ہو رہا ہے، مزید اس میں کوئی اچھائی آجائے، یہی ہو گا یہاں پر Responsibility ہوگی، دو مہینے سیشن نہ ہوگا، اس کے بعد جب آئیں گے تو وہ بات، اللہ اللہ خیر سلا، اس کے بعد پھر کچھ نہیں ہوگا۔

جناب سپیکر: آپ کے پاس سیشن بلانے کا اختیار ہے۔

جناب اسرار اللہ خان: جب تک سیشن بلائیں گے تو حلقے کی وہ عوام چھوڑیں گے؟

سید قلب حسن: اجازت دے؟

جناب سپیکر: قلب حسن صاحب!

سید قلب حسن: شکریہ جناب سپیکر صاحب، چونکہ وزیر تعلیم صاحب ہم نشہ نو زہ و ایم چپی دا Topic بہ لبو غوندی دے خائے باندی بند کرؤ۔

جناب سپیکر: آؤ جی۔

سید قلب حسن: یواہم مسئلے طرف تہ ستاسو توجہ غوارمہ، د ایم پی اے ہاسٹیل کوم تھیکیدار دے، د ہغہ خہ تقریباً ستر لاکھ روپئی د حکومت پہ ذمہ دی او ہغہ تقریباً کار بند کرے دے، د فنانس منسٹر نہ زہ دا تپوس کومہ چپی ہغہ تہ دا

Payment ولے نه ملاویری؟ ولے چي په ډيرو کمرو کښې اوس هم اټرکنډيشن نشته، فرنيچر پکښې نشته او په دې گرمۍ کښې چي زمونږه دا اجلاس ختم شي، نو مونږ ته پته نه لگي چي مونږه چرته لاړ شو؟ نو که دوی دا جواب را کړي چي يره هغه ته دا Payment اوسه پورے ولے نه دے شوي؟

جناب سپيکر: جناب سراج الحق صاحب!

جناب ارشد خان: بيگا پکښې د يوے نيমে بجے نه بجلی هم نه وه----

(ټټه)

جناب سراج الحق (سينيئر وزير): بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ معزز اراکين اسمبلی چي کوم سوال کړے دے، نو يقيناً گرمی راروانه ده او د هغه دا احساس په خپل ځان، د فنانس منسټر په حيثيت باندې په دې خپل سيکرټريټ کښې د اټرکنډيشن د پاره بعض دفاترو مطالبه او کړه او ما ورته او وئيل چي څو پورے دا ټول قوم داسې په تکليف دے نو تاسو هم لږ تکليف برداشت کوئے، تاسو ته د زيات نه زيات سهوليات مهيا کول دا زمونږه فرض دی او د بجلی چي کومه عمومي مسئله دے، ټولے صوبے ته درپيش ده، کومه چي خپل رور مے توجه را کړه نو هغه هم تاسو ته معلومه ده، بهر حال تاسو ته پته ده چي په دې ايم پي اے هاسټل کښې خود نورو خلقو جاله وه او په طريقه باندې مونږ هغه ايم پي اے هاسټل د هغوې نه خالي کړو او تاسو ته مو مهيا کړو او بيا هم پکښې د څه سهولتونو کمے دے، ان شاء الله هغه به هم پوره شي، تر څو چي ټهیکيدار ته د بل د ورکولو خبره ده نو تر څو چي هغه هغه ټول کارونه نه وی مکمل کړي د کومو چي هغه د حکومت سره معاهده کړي ده نو هغې نه مخکښې هغوې ته ټولے پیسے ورکول دا د فنانس اصول نه دی، البته جزوی طور هغوې ته مونږه Payment کوو څومره څومره چي هغوې کار کوي نو هغه ټهیکيدار صاحب که چرته راشي او ملاؤ شي، او مونږ ته دا خبره Clear کړي چي هغه خپله ذمه داری پوره کړه، ان شاء الله فنانس به هم خپله ذمه داری پوره کړي، نو زه کوشش کومه چي په ايم پي اے هاسټل کښې هغه ټول سهولتونه مهيا کړو، چي ستاسو که دوه گهټتے وی که درے گهټتے وی که يوه شپه وی نو چي په اطمینان سره وخت

تیر کپڑی او تیارى او کپڑی او هلته کبني کماحقه میلستیا او مہمان نوازی ہم  
اوشی۔

### نشانزدہ سوالات اور ان کے جوابات

Mr. Speaker: Next Item, Questions. hours.

سوال نمبر 4، جناب عتیق الرحمان،، Not present، سوال نمبر 22، جناب انور کمال خان۔

\* 22 \_ جناب انور کمال خان: کیا وزیر اعلیٰ صاحب ازراہ کرم یہ ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) آیا یہ درست ہے کہ حکومت افغان مہاجرین کو واپس بھیجنے اور ان کی آباد کاری کا ارادہ رکھتی ہے؛

(ب) اگر (الف) کا جواب اثبات میں ہو تو اس سلسلہ میں صوبائی حکومت کیا پالیسی وضع کر رہی ہے؟

ملک ظفر اعظم (وزیر قانون): (الف) مہاجرین کا معاملہ وفاقی حکومت کے ساتھ تعلق رکھتا ہے،

مہاجرین سے متعلق تمام تر پالیسیاں وضع کرنا وفاقی حکومت کے دائرہ اختیار میں ہے، اس سال اکتوبر

2002 میں ایک سہ فریقی معاہدہ مابین حکومت پاکستان، حکومت افغانستان اور اقوام متحدہ کے ذیلی ادارے

UNHCR کا بل میں زیر غور آیا، جس کی توثیق ہونا بھی باقی ہے، اس مجوزہ معاہدہ کی رو سے مرحلہ وار

پروگرام کے تحت آئندہ تین سال میں ہر سال پانچ لاکھ افغان مہاجرین رضا کارانہ طور پر UNHCR کے

تعاون سے افغانستان واپس جائیں گے، سال 2002 میں تقریباً بارہ لاکھ سے زائد افغان مہاجرین رضا کارانہ

طور پر UNHCR کے تعاون سے افغانستان واپس گئے ہیں، ان میں اکثریت ان مہاجرین کی تھی جو کمپوں

میں رہائش پذیر تھے، مجوزہ معاہدہ کی شرائط طے کرنے کے لئے اس سال افغان وزیر برائے مہاجرین نے

10 دسمبر سے 13 دسمبر تک پاکستان کا دورہ کیا اور وفاقی حکومت، گورنر صوبہ سرحد اور وزیر اعلیٰ صوبہ

سرحد کے ساتھ تفصیلی گفت و شنید کی۔

(ب) جواب کی ضرورت نہیں۔

جناب انور کمال خان: شکریہ، جناب سپیکر صاحب! سوال نمبر 22، میرا یہ سوال کرنے کا مقصد افغان

مہاجرین کے بارے میں تھا، مجھے اس میں کوئی شک نہیں ہے، مجھے اس کا علم ہے کہ یہ معاملہ وفاقی حکومت

سے تعلق رکھتا ہے، لیکن چونکہ افغان مہاجرین کی اکثریت جو ہے، وہ آپ کے صوبہ میں رہائش پذیر ہے،

لہذا جو بھی پالیسی وضع ہوتی ہے اور جیسا کہ انہوں نے ذکر بھی کیا ہے کہ لازماً ایسی صورت حال میں وزیر اعلیٰ

اور صوبہ سرحد کے گورنر سے بھی پوچھا جاتا ہے تو میرے کہنے کا مقصد یہ تھا کہ اس وقت بھی صوبہ سرحد میں کم و بیش پندرہ لاکھ یا بیس لاکھ افغان مہاجرین رہائش پذیر ہیں اور ان کی وجہ سے اس صوبے کے جتنے بھی تجارتی لوگ ہیں ان پر بڑے بڑے اثرات پڑ رہے ہیں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: پوائنٹ آف آرڈر اوکریہ کنہ۔

جناب انور کمال خان: تو ایک طرف جہاں یہ کہہ رہے ہیں کہ ایک پالیسی کے تحت پانچ لاکھ افغان مہاجرین۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: اوکریہ۔

جناب انور کمال خان: سال میں UNHCR کے تحت۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: سپلیمنٹری کونسل، انور کمال۔

جناب انور کمال خان: میں سپلیمنٹری کونسل، میں جناب اس کے لئے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: عبدالاکبر خان وائی تقریر کوی۔

جناب انور کمال خان: زہ تقریر نہ کومہ، زہ خالی د دہی نشان دھی تاسو ته کومہ چہی کوم دووی وئیلی دی چہی پینخہ لکھہ افغان مہاجرین بہ خئی او تاسو بہ اکثر پہ اخبارونو کبہی کتلے وی چہی دا افغان مہاجرین چہی خومرہ کہ دوہ لکھہ لار شی، نو دوہ نیم لکھہ واپس ہم راشی او زمونرہ پہ مشاہدہ کبہی دومرہ راغلی دی چہی خومرہ افغان مہاجرین د دہی خائے نہ تلی دی نو تین ہزار روپے Per head، دیو یو سری پہ سر بانڈی ستاسو پولیٹیکل حکام د لنڈی کوتل پہ بارڈر بانڈے د ہغوہی نہ پیسے اخلی او ہم ہغہی ہومرہ افغان مہاجرین واپس راخی، زما سوال ہم پہ دہی بانڈی دا دے چہی آیا دا د دہی صوبائی حکومت پہ علم کبہی دہ چہی کہ لس کسان افغان مہاجرین خئی نو د ہغہ پہ خائے بانڈی پینخلس کسان واپس ہم راروان دی؟

جناب سپیکر: جی، سراج الحق صاحب، ماتہ ہم پتہ نشتہ چہی خوک بہ ئے جواب کوی۔

سینیر وزیر: نه، تاسو ته پته پکار ده، جناب انور کمال خان مروت چې يو ډيره لويه مسئله، د صوبه سرحد د پينځيشتو کالو روانه مسئله ده، هغه ته اشاره او کړه، زه د دې خبرې سره اتفاق کومه چې زمونږه د افغانستان سره ډير لويه بارډر ده او د دې بارډر هغه طرفته او د دې طرفته د يوه ژبه، يو کلچر يو تهذيب او يو دين سره تعلق لرونکی خلق اوسپړی، او زه په دې خبرې اعتراف کومه چې په ټوله دنيا کې صوبه سرحد واحد هغه خطه ده چې د دنيا د ټولونه زيات مهاجرين ئه په خپله سينه باندې برداشت کړی دی او زه د دې خبرې اعتراف کومه چې يو قوم او په يوه خاوره هم چې چرته شل او پينځويشت لکهه خلق د يو بل وطن راشی او آباد شی هلته کېنې هنگامه، دنگا فساد، بے اطمینانی، بے چینی او خانه جنگی دا لازم وی، خو دا کريدت د صوبه سرحد دې چې دا پينځويشت کال دلته کېنې نه خانه جنگی اوشوه، نه دنگا فساد شوې ده او نه داسې واقعه شوې ده چې په دنيا کېنې د هغې په وجه باندې مونږه شرميرو، البته اوس چې، چونکه په افغانستان کېنې نسبتاً قراره د دې نو مونږه هميشه دا کوشش کړه د دې، چه دا مهاجرين واپس په عزت سره لارشی، او په تيرو ورځو کېنې د هغوې د مهاجرينو د آباد کاري ذمه وار وزير راغلي وو نو د هغوې سره ما پخپله هم خبره کړې وه، محترم وزير اعلي صاحب ورسره خپله هم خبره کړې وه چې تاسو هلته کېنې د دوی د پاره څه Incentives ورکړئ، پروگرام ورته جوړ کړی چه دا خلق پخپله باندې واپس شی، د هغوې دليل هم دا وو چې چرې مونږ سره څوک تعاون او کړی نو چې دا خلق هلته لارشی نو مونږ به هغې باندې هله عمل کولې شو، بهر حال پرون هم د افغانستان صدر کرزئی چې راغلي وو، اوس اوس ئه چې دوره کړې ده او په اسلام آباد کېنې هم د هغوې سره په دې بنياد باندې بيا د حکومت خبره شوې ده مونږ، چونکه سپيکر صاحب، پينځويشت کاله يو بوجه برداشت کړه د دې نويه دې آخريني لمحو کېنې نه غواړو چې لکه سړی ټوله روژه نيولی وی او د هغې افطاری په بيلمازه څيز باندې او کړی نو چې د پچيس کالو کومه پالیسی اختيار کړې ده، غواړو دا چې زمونږه دا خپل روڼه د دې خپل وطن ته په عزت سره واپس شی، او زمونږه د سرحداتو لږه ډيره مطالعه به مو کړه وی، د باجوړ نه واخلي تر د طور خم پورې، په دې بارډر باندې

څومره چيک پوستونه دي، اوس په هغې باندې غير معمولي سختی شروع شوې ده او د تلونکي او د راتلونکو کاغذات باقاعده چيک کيږي، چې هغه دشوارگزاره لاروي چې هغه خلق استعمالوي او په هغې باندې زمونږه چيک پوست نشته، بهر حال دومره فورسز هم Available نه دي چې په دې ټول سرحد باندې مونږ واچوؤ، بهر حال چې کومه عامه لارې دي چې کومه د عام تريفک او د خلقو د پاره استعماليږي نو په هغې باندې د دې پاليسي تحت مونږه د کاغذات جانچ پرتال سخت کړې ده، اوس داسې هغه آزادانه تلل راتلل گران شوې دي، بهر حال د وخت تيريدو سره سره مونږه په دې باندې عمل کوؤ، اوس اوس هم دلته کښې حکومت د يو کيمپ په باره کښې فيصله کړې ده او ستاسو په علم کښې به راغلې وي او هغوي ته ئه نوټس هم ورکړې ده او هلته کښې ډيره لويه آبادي ده، چې تاسو اوس د دې ځائې نه پاڅئ او دا زمکه حکومت ته حواله کړئ او تاسو واپس خپل وطن ته لاړ شئ، نو مونږه صرف د دې د پاره چې د دې نه يولاء اينډ آرډر مسئله پيدا نه شي او داسې يو کيمپ راپاسوؤ او فوراً په ټوله صوبه کښې د هغې نه يو انارکي پيدا شي، نو د هغې د وجه نه حکومت تر اوسه پورې چې څومره په صبر او حکمت باندې دا مسئله Deal کړې ده، اوس هم زمونږ کوشش دا ده چې صبر او په حکمت باندې Deal کړو، چې داسې معمولي حالات پيدا نه شي۔

Mr. Speaker: Next.

جناب انور کمال خان: جناب سپيکر صاحب! زه د دوئي دې جواب سره بالکل مطمئن يم، زما مقصد د دې دا وو چې حکومت ته پکار دا دی چې د کومو مشکلاتو دوی ذکر او کړو، د دې مداوا دې ضرور او کړي، زما د دې خلقو د واپس راتګ پيچيس کاله د دې خلقو د ټول صوبه سرحد پښتنو قدر کړې ده او دا په مونږه باندې فرض ځکه وو چې زمونږه گاونډي ملک دې، خوبيا يو طرفته چې کوم ځائې زمونږ باندې د دې خلقو خدمت کول فرض دی هلته زمونږه دې خپلو خوارانو، غريبانو هغه تجارت پيشه خلقو ته هم نظر دې، چې د چا ټول کاروبار د دې خلقو په وجه باندې بند پروت دې، نن جناب والا! تاسو او گورنې چې دوی کښې داسې کسان، دا خلق به لازماً واپس ځي، ځکه چې افغانستان

ددوئ وطن دے، هغه ددوئ کور دے، دوی به خوشحاله کبیری، تاسو Preparations کوئ خو دا گورئی چي دلته خلق لگیا دی پراپرتی اخلی، جائیدادونه اخلی، شناختی کاروډونه جوړوی نو بیا به ستاسو د پاره د دې نوره هم گهمبیره مسئله جوړه شی، دا خالی ستاسو په ذهن کبني دی، باقی زه ستاسو د جواب نه مطمئن یمه۔

جناب بشیر احمد بلور: پوائنٹ آف آرډر، سپیکر صاحب!

جناب سپیکر: بشیر احمد بلور صاحب! سپلیمنٹری کوئسچن دے یا پوائنٹ آف آرډر دے؟

جناب بشیر احمد بلور: نه په پوائنٹ آف آرډر خبره کومه، په خبرو کبني دوی یوه خبره او کرله۔

جناب سپیکر: جی۔

جناب بشیر احمد بلور: چي دا راغلي دی او دے خلقو ته ډیر تکلیف دے، زه خود او ویمه چي دا خو مسافر راغلي دی او د انصارو او مهاجر، خو زما خیال دے زمونږه دا مشران، زمونږه ډیر زیات پوهیږی، دهغوې په مونږ حق کیدو، یو خو هغوې زمونږ مسلمانان رونه دی او بل زمونږه د پښتورونه دی، هغوې ته هلته تکلیف وو او دلته کبني راغلل نو زه خود انور کمال خان نه دا تپوس کوم چه اسلام کبني خود مهاجر ډیر قدر پکار دے او تاسو ولے دا وائی چي دا مهاجر د لار شی؟ او زمونږه دوئی رونه دی او پکار دا ده چي زمونږه د هغوې زیات خدمت او کرؤ او ورسره زمونږه پښتانه رونه دی۔

جناب سپیکر: جی Next سوال نمبر 102 ڈاکټر ذاکر الله خان صاحب۔

جناب خلیل عباس خان: پوائنٹ آف آرډر!

جناب سپیکر: خلیل عباس صاحب! پلیز۔

جناب خلیل عباس خان: جناب سپیکر صاحب! ډیره ضروری یوه خبره کوم سر، مهاجرین په حوالے سره، صرف دوه منته، سر! ستاسو اجازت دے؟



جناب سپیکر: ما خو فلور هغه ته ورکړے وو، اوس ستا خپل خوبنه ده نوزه څه اوویمه؟

\* 102 \_ ڈاکټر ذاکر اللہ خان: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ کرم ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) آیا یہ درست ہے کہ پشاور سنٹرل جیل میں دو سے تین ہزار تک قیدی/حوالاتی موجود ہیں؛

(ب) آیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ جیل کو پشاور شہر سے دور چراٹ کے قریب ایک ویرانے میں منتقل کرنے کے لئے عمارت زیر تعمیر ہے؛

(ج) آیا یہ بھی درست ہے کہ شہر سے دور ویران علاقے سے حوالاتی عدالتوں میں پیشی کے لئے لانے اور ویرانے کی وجہ سے قیدیوں کے بھاگ جانے یا جیل کے اندر گڑ بڑ پیدا ہونے سے کسی وقت کوئی بھی ناخوشگوار حالات پیدا ہو سکتے ہیں؛

(د) اگر (الف) تا (ج) کے جوابات اثبات میں ہوں تو، آیا حکومت سنٹرل جیل کی منتقلی پر نظر ثانی کا ارادہ رکھتی ہے؟

ملک ظفر اعظم (وزیر قانون): (الف) سنٹرل جیل پشاور میں 1854 میں 1350 قیدیوں کے لئے بنائی گئی تھی، وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ آبادی اور جرائم کی شرح میں مسلسل اضافہ ہوتا رہا، یوں تمام جیلوں میں بھی قیدیوں کی تعداد بڑھتی گئی، یہ درست ہے کہ پشاور جیل میں قیدیوں کی تعداد ہر وقت دو سے تین ہزار تک رہتی ہے، بلکہ کبھی کبھار تین ہزار سے بھی تجاوز کر جاتی ہے، پشاور جیل کے علاوہ صوبے کے دیگر اضلاع میں بھی محکمہ جیل خانہ جات کو اسی قسم، بلکہ اس سے زیادہ شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے، مثال کے طور پر لکی جیل 36 قیدیوں کے لئے بنائی گئی ہے، جبکہ بسا اوقات اس میں 200 سے زیادہ رکھے جاتے ہیں، اسی طرح نوشہرہ، چارسدہ، صوابی، مردان، کوہاٹ، کرک، سوات اور مانسہرہ میں بھی قیدیوں کی تعداد گنجائش سے بہت زیادہ ہے، مالی وسائل میسر نہ ہونے کی وجہ سے یا کئی اور وجوہات کی بناء پر معاشرے کے اس اہم مسئلہ کی طرف ماضی میں توجہ نہیں دی جاسکی، موجودہ حکومت اس اہم مسئلہ سے بخوبی واقف ہے اور ترجیحات کے مطابق اس کو حل کرے گی۔

(ب) یہ درست ہے کہ جلوزئی میں نئی سنٹرل جیل پشاور بن رہی ہے، یہ کہنا کہ جیل کو ویرانے میں تعمیر کیا جا رہا ہے، شاید درست نہ ہو جلوزئی میں جیل بنانے کی مندرجہ ذیل وجوہات ہیں۔

(1) سرکاری زمین کی موجودگی سنٹرل جیل کے لئے تقریباً ایک ہزار کنال زمین درکار ہوتی ہے، پشاور کے مضافات میں زمین کی قیمت نہ صرف بہت زیادہ ہے، بلکہ اتنے زیادہ رقبے کا مہیا ہونا بذات خود بہت بڑا مسئلہ تھا، اگر اتنی زیادہ زمین پشاور کے قریب حکومت عوام سے خریدتی تو نہ صرف زیادہ رقم مہیا کرنا پڑتی، بلکہ بے شمار چھوٹے چھوٹے زمیندار اور کسان بھی متاثر ہوتے۔

(2) قیدیوں کی تعداد میں روز بروز اضافہ کی وجہ سے پشاور جیل میں توسیع کی گنجائش باقی نہیں، مزید برآں موجودہ پشاور جیل گنجان آبادی میں گھر چکی ہے، اسکا باہر منتقل ہونا عوام الناس کے عین مفاد میں ہے، نیز پشاور کی آبادی مسلسل شہر سے چاروں طرف پھیل رہی ہے اور مستقبل قریب میں مشرق میں پیہی اور جنوب میں جلوزئی پشاور کا حصہ بن جائیں گی۔

(3) پشاور جیل کو باہر منتقل کرنے کا منصوبہ کوئی نیا نہیں ہے، اس پر پچھلے تیس سالوں سے غور ہوتا رہا، یہاں تک کہ اضاحیل میں جیل کے نام پر زمین بھی خریدی جا چکی تھی۔

(4) جلوزئی میں سنٹرل جیل بننے سے تعلیمی اور معاشی لحاظ سے وہ علاقہ ترقی کرے گا اور اسے تحفظ مہیا ہوگا۔

(5) جیل کو شہر سے باہر منتقل کرنا کوئی نئی بات نہیں ہے، کوہاٹ جیل کو شہر سے تقریباً 12 کلومیٹر تعمیر کیا ہے، جیل کی موجودگی سے عوام کو احساس تحفظ مل رہا ہے اور جیل کے گرد و نواح کا علاقہ رو بہ ترقی ہے۔

(6) راولپنڈی میں اڈیالہ جیل، کراچی میں ملیر جیل اور لاہور میں کوٹ لکھپت جیل بھی گنجان آباد علاقے سے باہر ویرانوں میں نکالی جا چکی ہیں، مندرجہ بالا وجوہات کی بناء پر جیل کا پشاور سے جلوزئی منتقل کرنا موجودہ حالات میں درست اقدام ہے۔

(ج) کسی حد تک معزز رکن اسمبلی کا سوال اور مشاہدہ درست ہے، جس کے حل کے لئے موجودہ حکومت رنگ روڈ پر مجوزہ جوڈیشل کمپلیکس کے نزدیک ڈسٹرکٹ جیل تعمیر کرنے پر غور کر رہی ہے، حوالاتیوں کے رکھنے کے لئے جوڈیشل کمپلیکس کے نزدیک ڈسٹرکٹ جیل کی تعمیر کا منصوبہ انتہائی احسن قدم ہوگا، اس طرح کے انتظامات پنجاب اور سندھ کے گنجان آباد شہروں میں بھی کئے گئے ہیں۔

(د) نئی سنٹرل جیل کی تعمیر اور منتقلی پر نظر ثانی کرنا صوبے اور عوام کے مفاد میں نہیں ہے۔

ڈاکٹر ذاکر اللہ خان: جناب سپیکر صاحب! زما د دے سوال د جز (الف) پہ جواب کنبی دوی وائی چے سنٹرل جیل پیسنور کنبی پہ 1854 کنبی جوڑ شوے دے، دا 1350 قیدیانو د پارہ دے، خوزہ دا حیران یم چے پہ 2003 کنبی ہم مونر اوس پہ هغے کنبی 3000 کسان خائے کرے دی، دغه شان پہ لکی جیل کنبی د 36 قیدیانو د پارہ خائے دے او 200 پہ هغے کنبی دی، د ماجد خان صاحب پہ یو جواب کنبی ئے ور کرے دی، چے 70 کسانو د پارہ خائے دے او پہ هغے کنبی 265 کسان ورنیسٹلے دی، نوزہ دا تپوس کومہ چے دا د انسانی حقوقو خلاف ورزی ده او کہ نہ؟ کہ وی نو د دے د پارہ مونر له خه اقدامات کول پکار دی؟

جناب سپیکر: جی، ملک ظفر اعظم صاحب؟

ملک ظفر اعظم (وزیر قانون): جناب سپیکر! ذاکر اللہ صاحب کے سوال کے مطابق پشاور جیل میں گنجائش سے بہت ہی زیادہ لوگ موجود ہیں، واقعی ٹھیک ہے، لیکن اس کے لئے جس طرح جواب میں دیا جا چکا ہے کہ جلوزئی میں بہت پہلے زمین خریدی گئی ہے اور اس پر تقریباً تقریباً کام شروع ہے، جب تک یہ جیل مکمل نہ ہو اور ایسے ہی حالات تقریباً گرک میں بھی ہیں، لکی اور مانسہرہ میں بھی ہیں اور یہی حالات چلتے رہتے ہیں تو اگر یہ جواب دیکھ لیں تو اس میں ہم نے ان کو لکھا بھی ہے کہ رنگ روڈ، جس طرح انہوں نے دوسرا سوال کیا ہے کہ اس طرح جلوزئی دور ہونے کی وجہ سے واقعات ہونگے تو اس کی بابت میں ہم نے یہ عرض کیا ہوا ہے کہ ہم رنگ روڈ پر جوڈیشل لاک اپ بنانا چاہتے ہیں کہ وہ بن جائے اور میں نے ان کو پہلے بھی اس بارے میں بتایا ہے۔

جناب سکندر حیات خان: جناب سپیکر صاحب! زما یو سپلیمنٹری کوئسچن دے۔

جناب سپیکر: جی، د جیل پہ بارہ کنبی دے؟

جناب سکندر حیات خان: جی۔

جناب سپیکر: جی۔

جناب سکندر حیات خان: جناب سپیکر! دوئی دلته کنبی لیکلی دی چے دا زمکہ چے ده، دا جیل د پارہ اغستلے شوے وہ، نو آیا وزیر صاحب دا بنود لے شی چے واقعی د جیل د پارہ اغستلے شوہ او کہ نہ دا زمکہ هغه وخت کنبی کالج د پارہ

اغستلے شوې وه، د جلوزو سره نيزدې او د کالج په نوم باندې اغستې شوې وه او بيا روستو جيل ته Convert شوې وه؟ دې د د پلر وضاحت اورکړې۔  
جناب جاويد خان مهنډ: جناب سپيکر! زما هم د دې متعلق يو ضمني سوال دے۔  
جناب سپيکر: جاويد خان مهنډ۔

جناب جاويد خان مهنډ: جناب سپيکر! چونکه دا جيل د پيښور ډسټرکټ نه شفت کيږي  
 جلوزو کيمپ ته، او جلوزو کيمپ د نوشهره Jurisdiction دے، نو آيا په پيښور  
 ضلع کښې دومره ځائے نه وو چې دے د پاره ئے ورکړے وے، چې چاليس يا  
 پينتالیس کلوميټر هغه ځائے نه خلق يا جيل راولي يا قيدي راولي او هغه هر قسم  
 په هغه باندې کنټرول۔۔۔۔

جناب سپيکر: زما په خيال جواب کښې ئے ليکلی دی، خپله مجبوري حکومت، تاسو  
 جواب اوگورئې کنه۔

جناب جاويد خان مهنډ: نه جی، ضلعی حکومت د پاره دا مجبوری نه ده، دومره زمکه  
 ده، زما د دا ذمه واری اوگرځئې، زه به ورله زمکه واخلمه خو کم از کم بلے  
 ضلع ته دا حق نه دی ورکول پکار۔  
جناب سپيکر: انجنيئر حامد اقبال صاحب۔

انجنيئر حامد اقبال: ډيره مهربانی جی، زما وزیر صاحب نه صرف دا سوال دے جی،  
 دا زمکه چه اغستلے شوې وه، دا جيل د پاره نه وه اغستلے شوې، دا د  
 انجنيئرنگ يونيورسټی د پاره اغستلې شوې وه او تر اوسه پورے په هغې  
 باندې عمل درآمد نه دے شروع شوې، نو آيا دا زیاتے نه دے د انجنيئرنگ  
 يونيورسټی والا سره چې د هغوي زمکه ئے جيل له ورکړه۔

جناب سپيکر: جناب ملک ظفر اعظم صاحب۔

وزير قانون: جناب والا! دا زمکه زما خيال دے، چې د ميرافضل خان دور نه هم  
 مخکښې جيل ته ترانسفر شوې ده جی، اغستے شوې يونيورسټی له يا هغه له وه،  
 خو يونيورسټی، چونکه مختلف اضلاع کښې شروع شوے نو دا جيل ته منتقل  
 شوه، باقی د دې خبره چه پيښور کښې، پشاور دومره لوائے هيډ کوارټر دے، لکه

اوس مونڙ ترے ائيرپورٽ له ڄائے غوار و جی، هغه ڊير ستر (لوئے) ڄائے دے، نو دا ٽول شيونہ جلوزئی او دے ڄائے کبني، دا خو مطلب دا دے چه هيڊ کوارٽر دے، صوبائي هيڊ کوارٽر مخے ته ڄي لگيا دے، نو که دا بيا هم دلته جوڙ شي، سبا به بيا دا پرابلم وي چه آبادئي کبني دننه راغلو او دا اوشو، نو دے وجه نه دا دن حکومت سوچ نه دے جی، مخکيني حکومت دا سوچ ڪرے دے جی چي دالرے پڪار دے او د آبادئي نه بهر پڪار دے۔

جناب سپيڪر: صحيح ده۔

جناب جاويد خان مهنڊ: زه جناب سپيڪر!۔۔۔۔

جناب عبدالماجد: زه ڀه ڊي کبني يو ضمنی سوال ڪومه۔

جناب سپيڪر: عبدالماجد خان صاحب۔

جناب عبدالماجد: زما جناب عالی، ڀه ديکبني ضمنی سوال دا دے چي چرے ڀه ڄائے د ڊي چه د پيښور نه شل ديرش ميل فاصله کبني يو جيل تبديليڙي او ڀه ڄائے د ڊي چه هم دغه جيل دے ڀه ڊي ڄائے بانڊي Reconstruct شي، لکه څنگه چي ڀه پنجاب کبني ڀه پنڊي کبني اڊيال ه جيل جوڙ شوڀي دے او دا دو منزله او سه منزله شي نو انتظام به ئے هم آسان وي او دلته عدالتونو ته، هغه خرچه چي ڪومه د هغه ڄائے نه نزد ڄائے پورے راتل کيڙي، د هغي نه به هم بچ شي۔

جناب جاويد خان مهنڊ: جناب سپيڪر! دوي دا ائيرپورٽ خبره او ڪره، ائيرپورٽ د ڀاره خو Already دا ڄائے دغه شوڀي دے او هغه پيښور ضلع ده جی که بل ڄائے ته ئے چرته اوڙي نو دا به د دوي خوبنه وي، چرته بنو ته به ئے اوڙي يا بل ڄائے ته لکه پيښور دو مره الحمد للہ يو مال مال ضلع ده (تالیاں) چي دا جيل ته هم ڄائے ورکولے شي او ائيرپورٽ ته هم ڄائے ورکولے شي او زما ذمه واري د اولگوي، زه ئے ورله ورکومه ان شاء الله۔

جناب سپيڪر: جناب ملڪ ظفر اعظم صاحب۔

وزير قانون: جناب سپيڪر! دا خو ڊيره بنه خبره ده۔۔۔۔

جناب پیر محمد خان: جناب سپیکر! ہغوی خوجی خہ داسی شک غوندی پیدا کرؤ چپی چرتہ دا بنوں تہ د اور لو خطرہ دہ، نو آیا بنوں تہ خو بہ ئے نہ اوہری؟ د دپی وضاحت دے ہم اوکری۔۔۔۔

(تالیاں)

وزیر قانون: جناب سپیکر! زہ دا وایمہ چہ پہ فلور آف دی ہاؤس بہ دہ تہ Surety ور کر کم چپی دا بہ بنوں تہ نہ شی اوہرے، دا بہ دل تہ کبھی جوہری۔۔۔۔

(تالیاں)

جناب سپیکر: بنہ جی مہربانی، Next سوال نمبر 109، جناب عبدالماجد خان۔

\* 109 \_ جناب عبدالماجد: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ کرم ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) آیا یہ درست ہے کہ صوابی جوڈیشل لاک اپ میں گنجائش سے زیادہ حوالاتی موجود ہیں;

(ب) اگر (الف) کا جواب اثبات میں ہو، تو:

I- صوابی جوڈیشل لاک اپ میں کتنے حوالاتیوں کی گنجائش ہے;

II- صوابی جوڈیشل لاک اپ میں کتنے مرد اور خواتین حوالاتی/قیدی موجود ہیں;

III- آیا حکومت مذکورہ حوالاتی میں توسیع کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر قانون: (الف) یہ درست ہے کہ صوابی لاک اپ میں گنجائش سے زیادہ حوالاتی رکھے جا رہے ہیں،

صوابی لاک اپ 1936 میں تعمیر ہوئی تھی، اس میں 70 مرد اور 5 خواتین کی گنجائش ہے، جبکہ آج کل

گنجائش سے کہیں زیادہ یعنی 265 مرد اور 21 خواتین رکھے جا رہے ہیں۔

(ب) I- 70 مرد اور 5 خواتین قیدیوں کی گنجائش ہے۔

II- 19 مرد 1 خاتون قیدی اور 246 مرد 20 خواتین حوالاتی صوابی جوڈیشل لاک اپ میں موجود ہیں۔

III- صوابی لاک اپ 11 کنال زمین پر تعمیر ہے، اس میں توسیع کی گنجائش نہیں ہے، البتہ نئی ڈسٹرکٹ

جیل بنانے کی اشد ضرورت ہے، جس کے لئے مطلوبہ زمین خریدنے اور جیل کے تعمیر پر تقریباً 250 ملین

روپے خرچ ہوں گے، فی الحال فنڈز کی عدم دستیابی کی وجہ سے اس منصوبے پر فوراً عمل درآمد نہیں کیا جا

سکتا۔

جناب عبدالماجد: جناب سپیکر! سپلیمنٹری، جناب عالی! دا صوابی جیل پہ کوم حالاتو باندی دے، ضمنی سوال زما دا دے جی کہ چرے دا ہم پہ دغہ خائے باندی یا پہ دے باندی نورہ خرچہ ہم نہ راخی کہ پہ دغہ خرچہ باندی یو دومرہ لوئے عظیم الشان جیل جوڑے دے شی ہم پہ دغہ زمکہ باندی، نو جناب عالی! دا بہ دیرہ بہتر وی۔

جناب سپیکر: ملک ظفر اعظم صاحب۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! جیسا کہ جواب میں ظاہر کیا گیا ہے کہ گنجائش سے زیادہ لوگ اس میں ہیں اور تکلیف بھی ہے، لیکن جہاں Finance involve ہو جاتا ہے تو فنانس منسٹر یہاں بیٹھے ہوئے ہیں (تہقہے) تو یہ Construction کے لئے جو ماجد خان نے بات کی، میرے خیال میں اس کی بہتر وضاحت سینئر منسٹر صاحب کر دیں گے۔

(تہقہے)

جناب سپیکر: بشیر احمد بلور صاحب۔

جناب بشیر احمد بلور: زہ دا عرض کومہ سپیکر صاحب، چپی دا تاسو اولولئی چپی دے کبئی دا لیکلے دی چپی "یہ درست ہے کہ صوابی لاک اپ میں گنجائش سے زیادہ حوالاتی رکھے گئے ہیں، صوابی لاک اپ 1936 میں تعمیر ہوئی ہے، اس میں 70 مرد اور 5 خواتین کی گنجائش ہے، جبکہ آج کل "تاسو اوگورئی دا د انسانانو حال دے چپی "آج کل گنجائش سے کہیں زیادہ یعنی 265 مرد" چرتہ چپی د 70 کسانو خائے دے ہلتہ کبئی 265 کسانو خایوی نو دا خومرہ ظلم دے، پکار دہ چپی پیسے نشتہ نو تینتہونہ د اولگوی او بہر د داسپی یو کچہ جیل جوڑ کپی خودائے د پارہ دا خود انسانیت توہین دے چپی چرتہ د 70 کسانو پہ خائے تاسو 265 کسانو خایوی نو دا دیر ظلم دے، نو مہربانی د اوشی چپی آن دی فلور آف دی ہاؤس د دا خبرہ اوشی چپی تینتہونہ د اولگوی یا د کچہ د خاورے جیل ورتہ جوڑ کپی، دے عاجزانو تہ دیر تکلیف وی۔

جناب سپیکر: ملک ظفر اعظم صاحب۔

وزیر قانون: جناب سپیکر صاحب! یہ اگر آپ دیکھ لیں تو اس میں میرے خیال میں یہ جو مرد 19 اور ایک خاتون قیدی ہیں، یہ قیدی ہیں اور 246 مرد اور 20 خواتین حوالاتی جو Under trial ہیں، یہ تو ان Under trial لوگوں کو جب ہم دوسری جیلوں میں منتقل کرتے ہیں تو مقامی لوگ جو ہیں، وہ اس پر Resist کرتے ہیں اور اگران کی یہ بات صحیح ہے کہ ہم ٹینٹ لگائیں، لیکن ان حالات میں گورنمنٹ اس پوزیشن میں نہیں ہے کہ اتنا بڑا سک لے سکے کہ ہم ٹینٹ لگا کر ایسے Sensitive علاقے میں ٹینٹوں میں لوگوں کو رکھیں۔۔۔۔۔

(تہتہ)

جناب مختیار علی: جناب سپیکر صاحب!

جناب سپیکر: جناب مختیار علی صاحب۔

جناب مختیار علی: دا یولس کنال زمکہ باندی چہی دا کوم اوس جیل جوڑ دے پہ صوابی سکیم کبھی کہ دا یولس کنال زمکہ خرخہ شی نو پہ دہی باندی د جیل د پارہ زمکہ ہم اغستے کیدے شی او ہم پہ دغہ جیل ہم جوڑے دے شی، داسی یو دغہ دا وکری، د گورنمنٹ نہ زمونہ دا یو خواست دے۔

جناب سپیکر: سراج الحق صاحب۔

جناب سراج الحق (سنیئر وزیر): بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ جناب سپیکر صاحب! یو جزوی مسئلہ دہ، یو بالکل بنیادی مسئلہ دہ، پہ دہی تیرو وٹو ورتو کبھی ما د پیسنور جیل، د چارسدے جیل، د پیرہ اسماعیل خان جیل او د تیمر گری د جیل دورے کرے دی او د تلو دورو پہ نتیجہ کبھی زہ دے تہ رسیدلے یمہ چہ پہ جیل کبھی ہغہ سہولیات د پخوانہ نہ دی میسر، کوم چہی پہ دہی موجودہ دور کبھی یو قیدی تہ پکار دی، دویم دا چہی پہ جیلونو کبھی عموماً ہغہ وخت خو تیر شی خود تربیت او د اصلاح پکبھی ذرائع نشتہ دے، دریم پہ دہی خبرہ سوچ پکار دے چہی خلق جیلونو تہ ولے راخی؟ اگرچہ دا د پخوانہ یو معلوم مسئلہ دہ خو تیرو ورتو کبھی سنٹرل جیل تہ لارم، نو یو درے خلور گھنتے ما او یو پخوانے وزیر قانون اطہر من اللہ د ماشومانو سرہ تیرے کرے او ہغہ ماشومانو سرہ دوہ درے گھنتے تیرو لو پہ نتیجہ کبھی ما تہ دا خبرہ معلومہ شوہ چہ بنیادی شے د خلقو قید



تہ د راتلو خصوصاً د ماشومانو غربت دے او بعض خلق د ماشومانو د غربت نہ غلطہ فائدہ اخلی، د هغوې په ذریعہ سمگلنگ کوی، او هغوې جیلونو ته راخی، زه دے خبرې ته اشاره کول غواړم چې یو خو جیلونو، زمونږه جیل ریفارمز په باره کښې زمونږه پروگرام دے او په دې کښې زمونږه یو سابق وزیر دے قمر عباس صاحب، هغه وزیر جیلخانه جات پاتے شوې دے، هغه یوه گناه کار کړې وه، هغه رپورٹ هم زمونږه په مخکښې دے او مونږه په هغه باندې نور هم کار شروع کړے دے او غواړو دا چې په دې کښې انقلابی تبدیلیانے راو لو، اگرچه مونږه ته Financial رکاوټونه شته، خو هغه کارونه چې هغه د انتظاماتو سره تعلق ساتی، د هغې په بنیاد باندې به مونږه ان شاء الله په دې کښې کماحقه اصلاح او کړے شو۔

جناب بشیر احمد بلور: جناب سپیکر صاحب! زه به لږ دا Correction او کړم، چې وزیر صاحب چې څنگه او فرمائیل، زمونږه میرافضل خان دور کښې د بیگم نسیم ولی خان په قیادت کښې عبدالاکبر خان هم ممبر وو او زه هم ممبر ووم، مونږه د ټولو جیلونو دورے هم کړے وے، مونږه یو جامع رپورٹ اسمبلئی ته ورکړے وو او That report was also adopted by the Assembly نو زما دا ریکویسټ دے۔۔۔۔

جناب سپیکر: نو د هغې نه په استفادہ۔۔۔۔

جناب بشیر احمد بلور: هغه Adopt شوے رپورٹ چې دے، په هغې باندې د عمل درآمد اوشی۔۔۔۔

سینیئر وزیر: زه د هغې مننه کومه او یقیناً ما د هغوې نوم واغستو، بهر حال زه د هغوې هم شکر گزار یمه چې مونږه سره یو ښه هغه جامع رپورٹ هم پروت دے، نو مونږه د هغې رپورٹ په نتیجه کښې به هم، شکریه ډیره۔

جناب سپیکر: سوال نمبر 164، جناب عبدالماجد صاحب، -

\* 164 \_ جناب عبدالماجد: کیا وزیر قانون ازراہ کرم ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) آیا یہ درست ہے کہ محکمہ پولیس میں خواتین کا ٹشیل موجود ہیں;

(ب) آیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ کانسٹیبلز کی تعداد ضروری ہدف سے کم ہے؛

(ج) اگر (الف) و (ب) کے جوابات اثبات میں ہوں تو:

I- محکمہ پولیس میں مرد و خواتین کانسٹیبلز کی تعداد ضلع کی سطح پر فراہم کی جائے۔

II- آیا حکومت فوری طور پر ضروری تعداد میں مرد و خواتین پولیس کانسٹیبلز بھرتی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر قانون: (الف) ہاں محکمہ پولیس میں خواتین کانسٹیبل موجود ہیں۔

(ب) ہاں مذکورہ کانسٹیبلز کی تعداد ضروری ہدف سے کم ہے، جیسے درج ذیل معلومات کے مطابق ہر ضلع میں موجود وغیر موجود خواتین کانسٹیبلان کا ذکر کیا گیا ہے۔

(تفصیل ایوان کو فراہم کی گئی)

(ج) محکمہ پولیس مرد و خواتین کانسٹیبلز کی تعداد ضلع کی سطح پر درج بالا ہے۔ (تفصیل فراہم کی گئی)

II- مرد و خواتین کانسٹیبلان کی بھرتی خالی آسامیوں کی بنیاد پر مروجہ قانون کے مطابق کی جائیگی۔

جناب عبدالماجد: جناب سپیکر صاحب! سوال نہ، زہ مطمئن یم جناب، خود ا یوہ خبرہ کومہ۔

جناب سپیکر: مطمئن ئے۔

جناب عبدالماجد: او جی، خود ما ضمنی سوال دا دے چہ دا د لیدی کانسٹیبلانو بھرتی بہ کلہ اوشی؟ خکہ چہ دا د وخت ہم ضرورت دے، پہ ہر خائے او پہ ہر حالت او روزانہ چہاپے لگی او ہغے سرہ د لیدی کانسٹیبلانو ڍیر زیات ضرورت دے۔

وزیر قانون: جناب سپیکر۔

جناب سپیکر: نور مطمئن دے، خود لیدی کانسٹیبلانو خبرہ دہ۔

وزیر قانون: جس طرح اس Statement سے واضح ہے بعض اضلاع میں پولیس میں خواتین کا آنا وہ معیوب یا کوئی اور طرح سے سوچتے ہیں، میری کل بھی پولیس والوں کے ساتھ یہی بات کی کہ بعض اضلاع میں ٹولیدی ہیڈ کانسٹیبل ہیں ہی نہیں، یہ کیا وجہ ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ ہم تو کوشش کرتے ہیں، لیکن وہاں

کے لوگوں اور رسم و رواج کے مطابق کوئی نہیں چاہتا کہ یہ لوگ وہاں پر جائیں اور یہاں کے لوگ وہاں پر جانے کے لئے تیار۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: مطلب د د ا دے چہ کہ د عبدالماجد داسہی خہ Candidates وی نو تا سو ئے Accommodate کولے شئے۔

وزیر قانون: مونبرہ Fully تیار یو۔

جناب سپیکر: خہ جی، سوال نمبر 165، مولانا محمد عصمت اللہ خان،، Not present، سوال نمبر 167، سید محمد علی شاہ۔

\* 167 \_ سید محمد علی شاہ: کیا وزیر اعلیٰ صاحب از رہ کرم ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) آیا یہ درست ہے کہ ملاکنڈ میں موجود جوڈیشل حوالات جس میں 80 قیدیوں کی گنجائش ہے، کو ڈسٹرکٹ جیل کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے؛

(ب) آیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ حوالات میں 149 قیدی موجود ہیں کھانے کے لئے یومیہ آٹھ روپے ملتے ہیں اور اس میں ڈاکٹر بھی ہے؛

(ج) اگر (الف) و (ب) کے جوابات اثبات میں ہوں تو آیا حکومت مذکورہ جیل میں ڈاکٹر تعینات کرنے اور اس میں توسیع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر قانون: (الف) ملاکنڈ لاک اپ کو ڈسٹرکٹ جیل کے طور پر استعمال نہیں کیا جاتا، یہ ایک حوالات ہے، جس میں ایسے ملزم رکھے جاتے ہیں، جن کے مقدمات عدالتوں میں زیر سماعت ہیں۔

(ب) حوالات میں محبوس قیدیوں کی تعداد روز بروز تبدیل ہوتی رہتی ہے، مورخہ 5.3.2003 کو اس میں تقریباً 148 حوالاتی موجود تھے، یہ بات بھی درست ہے کہ کھانے کا خرچ آٹھ روپیہ یومیہ فی حوالاتی ہے۔

(ج) حوالات میں فی الوقت کوئی ڈاکٹر تعینات نہیں ہے، تاہم بیماری کی صورت میں مریض (حوالاتی) کو مقامی بنیادی مرکزی صحت (B-H-U) ملاکنڈ لے جایا جاتا ہے، جہاں دیگر مریضوں کی طرح اسکا معائنہ،

علاج ڪيا جاتا هجي، في الحال مذڪوره حوالا تان ميں توسيع ڪرڻي اور ڈاڪٽر تعيّنات ڪرڻي ڪا کوئي امڪان نهين، بهر حال حڪومت حوالا تان ڪي توسيع اور ڈاڪٽر ڪي تعيّنات ڪا جائزه لے ڪي۔

سيد محمد علي شاه: جناب سپيڪر صاحب! دوي چي ڪوم جوابات را ڪري دي، دوي دا پخپله ايڊمٽ ڪوي چي په ملاڪنڊ جيل ڪينبي د 50 نه واخله د 80 قيديانو گنجائش دے او اوس دهغي نه زيات خه تقريباً 150 ڪسان في الحال هلته په جيل ڪينبي دي جي او بل طرف ته دهغي قيدي ديوي ورغي خرچه جي آتھه روپي د سحر ناشته او دوه ٽائم روپي ده جي، نوزه د منسٽر صاحب نه دا ٽپوس ڪوم چي زما په خيال خوپه آتھه روپي باندي خودوه سموسه هم نه ملاويري، نو دا Human rights violation دے ڪه نه دے جي؟ او آخري ڪينبي دوي دا ليڪلي دي چي "بهر حال حڪومت حوالا تان ڪي توسيع اور ڈاڪٽر ڪي تعيّنات ڪا جائزه لے ڪي" نو چي ڪم از ڪم زما تاسو ته دا ريكويست دے، چي ملاڪنڊ ايجنسي سا رهے چار لاکه نه واخله تر پانچ لاکه آبادي پورے مشتمل۔۔۔۔

جناب سپيڪر: باچا صاحب! د ٽوله صوبے د قيديانو خبره او ڪره۔۔۔۔

(تھهه)

سيد محمد علي شاه: دا خوشينيئر منسٽر صاحب د ٽولو دورے ڪري دي، زمونڊ ملاڪنڊ دے له به اوس په فلور باندي دعوت ور ڪرو، چي ڪم از ڪم زمونڊ د ملاڪنڊ جيل هم دوره او ڪري، نو منسٽر صاحب ته دا ريكويست دے جي چي ڊاڪٽر پڪينبي نشته، قيديانو تعداد پڪينبي 150 دے، دهغوي آتھه روپے يوميه چي ڪوم خرچ دے، نو د دي خه توسيع اراده شته او ڪه نه؟

جناب سپيڪر: جي!

جناب شاه راز خان: مالھ جي اجازت را ڪري۔

جناب سپيڪر: شاه راز خان صاحب۔

جناب شاه راز خان: دا ڪوم خبره چه جي باچا صاحب اوچته ڪري ده نو دا ڊيره Genuine مسئله ده زمونڊ د ضلعي او په دي ڪينبي لکه دوي ليڪلے دي چي دا حوالا تان دے، دا حوالا تان اصطل و په حقيقت ڪينبي د فرنگيانو د خرو د پارھ،

اوس په هغې کښې د اے Judicial lock up گرځولې دے ، څلویښت کسه دوی وائی چه مونږه پکښې حصار وؤ د دې د پاره چې زیر التواء کوم مقدمات دی ، یعنی زیر التواء مقدمات دوه کاله هم وی ، نو دوه کاله یو سرے تاسو یقین اوکړی د خرو په اصطبل کښې اوسی ، دا خوانسانی مسئله ده جی ، بیا پکښې مسئله دا ده چې سهولیات خو هیڅ نشته هلته ، د اتیا کسانو په ځائے پکښې یوه نیم سل کسان ورمندلی دی ، بیا په آته روپئی د هغوې د پاره خرچه ده ددوه ټائم روپئی او یو ټائم چائے یعنی په آته روپے باندې دوه سموسے باچا صاحب وائی ، نه کیږی ، دوه سموسے خو پرے زما په خیال کیږی نو په دوه سموسے باندې به سرے څنگه ټوله ورځ تیروی ؟ بیا چې کوم سری په آته روپئی جیلیان ماږه کړی دی نو د تیرویو کال نه دغه تقریباً پانچ لاکه روپئی دی که اووه لکھے روپئی ، دا هغه په دواړو خپو باندې شل دے په تولاندو باندې گرځی او څلور شپږ ځله دے پیښور ته راغلې دے او دا ټولے چکرے هغه لگولے دی ، هغه پیسے هغه ته نه ملاویږی ، هغه چې په آته روپے کښې جیلیان ماږه کړی هم دی ، زما عرض دا دے ، خه چې کوم سرے مونږ له راعی چې بهئی چرته NGO وغیره وی چې مونږ تاسو سره څه تعاون کول غواړو ، مونږ هغوې ته وایو یره د جیلیانو سره لږ د دوايانو امداد اوکړی ، نو هلته کښې هغه ډسټرکټ گورنمنټ باندې د هم لږ رحم اوکړی چې هغوې هم داسې څه فنډ هغوې د پاره نه دے Allocate کړے ، چې گنی په څیز کښې په دې جیل کښې چه کوم خلق اوسی چې هغه ډسټرکټ جیل نه دے ، هسې یو د بدمعاشی یو ځائے دے ، خلق راوولی او ورمندی ورپکښې ، نو چې د هغوې د پاره خو څه فنډ خو وی چې د هغه خلقو د ډاکټر د دوائی انتظام خو ورباندې کیږی۔

جناب سپیکر: زرگل خان صاحب!

جناب زرگل خان: مهربانی ، جناب سپیکر صاحب ، دا جیلونو باره کښې چې تر څو تعلق دے جی نو ، چونکه زمونږ مستقبل ، تاسو او زمونږه د ټولو آئنده به جیلونه وی ، نو د دې د پاره۔۔۔۔۔

(تہتمہ)

جناب سپیکر: خیر ستا خو ورسره نشته او زمونر معلومیری۔

جناب زرگل خان: نه د ٲولو دے جی۔

جناب سپیکر: اللہ اللہ خیر۔

جناب زرگل خان: نو دا د دوه سموسو خبره چه او کړه جی نو مولانا جبل صاحب د د

دې نه اندازه اولگوی که د دوی په دوه سموسو بیا گزاره کیږی او که نه؟

(تقیته)

مولانا محمد مجاهد خان الحسینی: دوی نه ٲپوس او کړئی چې سموسے ورکوی هم که نه

ورکوی؟

جناب زرگل خان: جناب سپیکر! یو تجویز دے جی۔

مولانا محمد مجاهد خان الحسینی: جناب سپیکر صاحب! د دې ٲپوس ترے او کړئی چه

سموسے ورکوی هم که نه ورکوی؟

جناب سپیکر: جی۔

جناب تاج الامین: مونږه خود روژوں عادت یو، زرگل دے د خپل خان سوچ کوی۔

(تقیته/تالیاں)

جناب زرگل خان: یو تجویز دے جی، یو تجویز مے دے جی، تجویز مے دا دے جی

چې دا د ممبرانو یوه کمیٲی جوړه کړئی جی دے جیلونو د اصلاحات د پارہ چه

دا د اوس نه د دې د پارہ سفارش او د دې دغه او کړی۔

جناب سپیکر: ان شاء الله کمیٲی به وی، عبدالاکبر خان صاحب۔

جناب عبدالاکبر خان: جناب! زما یو ډیر اہم سپلیمنٲری دے۔

جناب سپیکر: جی۔

جناب عبدالاکبر خان: دے کبڼې تاسو که دے (ج) جز کبڼې او گورئی نو دوی لیکلی

چه "حوالات میں فی الوقت کوئی ڈاکٹر تعینات نہیں، تاہم بیماری کی صورت میں مریض یعنی حوالاتی کو

مقامی بنیادی مرکز صحت (BHU) ملاکنڈ لے جایا جاتا ہے " جناب سپیکر! ترخو پورے چھی ماتہ پتہ دہ BHU is for eight hours کہہ د شپے بیمار شی چرتہ بہ ئے بوئی؟  
جناب شاہ از خان: دا سول ہسپتال دے جی، BHU نہ دے دوی غلط لیکلی دی۔

جناب سپیکر: ملک ظفر اعظم صاحب! خبرہ ڍیرہ Genuine دہ۔

وزیر قانون: سپیکر صاحب! ہمارے محمد علی شاہ صاحب نے جو بات کہی، دراصل یہ ہماری ملاکنڈ کی جو جیل ہے، وہ لیوی کے پاس ہے اور انہوں نے ہمارے ساتھ یہ Commitment کی ہوئی تھی کہ یکم اپریل کو یہ جیل خانہ جات کی تحویل میں دی جائیگی، لیکن جب یہ لوگ وہاں گئے اور ان سے چارج لینے کے لئے ان کو کہا تو مقامی Elders نے اور لیوی والوں کی Resistance کی وجہ سے اس یکم اپریل کو ہمیں نہیں مل سکیم، اس وجہ سے ہم تو کہتے ہیں کہ بالکل جو آٹھ روپے یومیہ ہے، یہ جائز نہیں ہے، کیونکہ یہاں پر کچھ اور ہے اور وہاں پر کچھ اور ہے اور نہ اصلاحات ادھر ہو سکتی ہیں تو جب یہ ہماری تحویل میں دیں گے انشاء اللہ ہم ان کے لئے پوری پوری کوشش کریں گے۔

Mr. Abdul Akbar Khan: What about supplementary, Sir?

سید محمد علی شاہ: سپیکر صاحب! خومرہ چھی زما پہ علم کنبی دہ، زما پہ خیال شاہ راز خان بہ ہم ترے خبر وی، دا صوبائی گورنمنٹ تہ Hand over شوہی دے جی۔

وزیر قانون: نہیں جی، یہ اس یکم اپریل کو منتقل ہونے والی تھی، لیکن جب یہاں سے لوگ گئے اور چارج لینے کے لئے گئے تو لیوی والے اور Elders of the Illaqa، انہوں نے ایسا نہیں ہونے دیا۔

جناب سپیکر: بہر حال تاسو دا ممبران Concerned او تاسو، I.G prisons دا کنبی، مسئلہ دغہ دہ، د ڍاکٹر مسئلہ ہم دغہ دہ، د ڍاکٹر مسئلہ بہ ہم دغہ کوئی۔۔۔۔۔

جناب عبدالاکبر خان: زما عرض دا دے، سولہ گھنٹے مریض بغیر ڍاکٹر نہ ٲکے چہ جیل دے، ہغہ تاسو ٲوک بوتلے نہ شئے، ہغہ پہ خپلہ جواب کنبی لیکھی چہ BHU تہ مونر بوخو، BHU آتہ گھنٹے کھلاو وی، شپارس گھنٹے چہ ٲوک نا جو رہ شی نو چرتہ بہ ٲی؟

جناب سپیکر: خہ دے خیال دے عبدالاکبر خان بہ دے تمام صوبہ کبھی یعنی مطلب دا دے چھی تولو تہ Facility مہیا کوی۔

وزیر قانون: عبدالاکبر خان اسی طرح کوہاٹ جیل، یہ تو بہت ہی نزدیک ہے، کوہاٹ جیل جو ہے، وہ ہاسپٹل سے تقریباً بارہ تیرہ کلو میٹر بنوں روڈ پہ واقع ہے جی اور وہاں پر جو بیمار ہوتے ہیں تو سول ہسپتال، اسی طرح اگر بی ایچ یو بند ہو تو اسی کے ساتھ ہی ہتھیلہ میرے خیال میں نزدیک ترین ہے۔

جناب عبدالاکبر خان: جناب، بٹ خیلہ میں ڈاکٹر ہوتا ہے، میرا سوال یہ ہے کہ اس میں ڈاکٹر نہیں ہے تو یہ سولہ گھنٹے بیمار اگر ہو جائے تو کدھر جائے گا؟

جناب سپیکر: بشیر احمد بلور صاحب۔

جناب بشیر احمد بلور: کوہاٹ جیل میں میں نے بھی چار مہینے گزارے ہیں اور وہاں پر ڈسپنسر بھی ہیں اور دن کو ڈاکٹر بھی آتے تھے اور ہم خود وہاں تقریباً چار مہینے رہے ہیں، ایسی بات نہیں ہے، وہاں انتظام ہے، نئی جیل بنی ہوئی ہے تو یہ ان غریبوں کی بات ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ وہاں اصطلبل تھا اور ان دنوں میں گدھے بندھے رہتے تھے، جب کہ ایک آمر کی حکومت تھی اور اب تو انسان رہے ہیں، یہ ذرا زیادتی ہے۔

جناب سپیکر: بہر حال میرے خیال میں MPA concerned اور۔۔۔۔۔

وزیر قانون: یہی سر، میں عرض کر رہا ہوں کہ یہ ہمیں منتقل ہو جائے اور یہ ہمارے ساتھ آئیں، آئی جی جیل خانہ جات بھی ان کے ساتھ بیٹھ کر بات کر لیں۔

جناب سپیکر: تمام مسائل کو وہاں پر Settle کریں گے، Next سوال نمبر 192، منجانب جناب جمشید خان صاحب، رکن صوبائی اسمبلی۔

\* 192 \_ جناب جمشید خان: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) آیا یہ درست ہے کہ صوبہ سرحد کے ہر ضلع میں ضلعی حکومت کے سیفی کمیشن کے منتخب ممبران کے علاوہ جو نیئر منتخب ممبر چنے جاتے ہیں، اس کا طریقہ کار حکومت نے وضع کیا ہے؛

(ب) آیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ کمیشن میں ہر صوبائی اسمبلی کے حلقہ کو برابر کی نمائندگی دی گئی ہے؛

(ج) اگر (الف) و (ب) کے جوابات اثبات میں ہوں تو کیا اس میں ممبران صوبائی اسمبلی کی آراء شامل ہونا

ضروری نہیں؟



وزیر قانون: (الف) پولیس آرڈیننس 2002 کی دفعہ 43 ڈسٹرکٹ پبلک سیفٹی کمیشن کے ممبران کی اہلیت، جبکہ دفعہ 41 ضلعی سیکشن پینل جو کہ سیشن جج کے زیر نگرانی کام کرتی ہے کہ انتخابات کا طریقہ کار وضع کیا ہے۔

(ب) وفاقی حکومت کے وضع کردہ قانون کے مطابق تمام صوبائی اسمبلی کے حلقوں کو برابر نمائندگی محض نہیں کی گئی ہے۔

(ج) صوبائی ممبران کی آراء شامل کرنے کے لئے متعلقہ قانون میں ترمیم ضروری ہے، اگرچہ پولیس آرڈیننس ایک صوبائی معاملہ ہے، لیکن اسی قانون کے دفعہ 184 کے مطابق اس میں ترمیم کے لئے وفاقی حکومت کی پیشگی اجازت ضروری ہے۔

جناب جمشید خان: شکریہ جناب سپیکر، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ پہ دے کنبہ زما ضمنی سوال دادے، دوی خود اہولہ ذمہ واری پہ مرکزی حکومت باندھی پریسودے دہ، دالوکل گورنمنٹ ہم او پولیس ہم صوبائی معاملہ دہ، نوچی آیا ایکٹ د سیکشن 184 د لاندی دوئی خہ کارروائی کرے دہ د دے صوبائی حقوق د تحفظ د پارہ؟

جناب سپیکر: جی سردار ادریس صاحب!

سردار محمد ادریس (وزیر بلدیات و دیہی ترقی): جناب سپیکر صاحب! جمشید صاحب نے بڑا اہم مسئلہ اٹھایا ہے، جس طرح سے پولیس آرڈیننس 2002 کی یہاں دفعہ 41 میں، جو انہوں نے کونسل اٹھایا ہے اس کے لئے ایک Independent سیشن جج اور ایک پرائونشل اسمبلی کا نمائندہ اور ایک ڈسٹرکٹ کا نمائندہ اس میں ہوتا ہے اور یہ بالکل آزادانہ طریقے سے پبلک سیفٹی کمیشن کے ممبران ہوتے ہیں، دوسری بات یہ ہے کہ اس کے سیکشن 184 کے تحت اور جیسا کہ یہاں پہ سبھی یہ جانتے ہیں کہ یہ Constitution کے شیڈول Sixth alteration will be made subject to the previous permission of the President اور اس کے اندر بھی یہی چیز شامل ہے، ہم اس کے اندر کوئی Amendment نہیں کر سکتے ہیں، میں اس چیز کو بھی، جس طرح سے انہوں نے Indicate کیا ہے، اس ضمن میں وزیر اعلیٰ صاحب کی

اور میری چیئر مین این آر بی سے بات ہوئی ہے، اس سلسلے میں عنقریب ہم ان سے اپنی ریفارمز کے سلسلے میں بات کریں گے اور انہوں نے کہا ہے کہ ہم اس کے اندر تبدیلی لائیں گے، انہوں نے ہم سے وعدہ کیا ہے، اس کے علاوہ اس مسئلے کو ہم نے انتہائی Serious لیا ہے اور کیبنٹ کے یہاں پہ فضل ربانی صاحب اس کمیٹی کے چیئر مین ہیں، ہم چار ممبران کیبنٹ میں بھی ہیں، ہم اسکا بغور جائزہ لیں گے اور جہاں جہاں Amendment ہوگی اور سمجھتے ہیں کہ جہاں صوبے کا حق اور Rights ہیں اس پر کوئی Compromise نہیں کیا جائے گا، اور Paper forum پہ اس چیز کو اٹھارہ ہیں اور اٹھائیں گے انشاء اللہ، تھینک یو۔

جناب سپیکر: سردار اسرار اللہ خان گنڈاپور صاحب۔

جناب اسرار اللہ خان: جناب سپیکر! اس ضمن میں میرا بھی ایک ضمنی سوال ہے کہ جیسے یہ فرما رہے ہیں کہ یہ ایل ایف او Sixth schedule کے تحت Protected ہے تو In case اس سلسلے میں جو ان کی سفارشات ہیں، اس میں کیبنٹ کے چار جن کی انہوں نے نشاندہی کر دی، موجود ہیں، اس اسمبلی سے جیسے اپوزیشن میں سے ہو گیا، وہ سفارشات دیکھنے کے لئے اپوزیشن کے کوئی نمائندے بھی اس میں ہیں، کیونکہ جب یہ ایک دفعہ فیڈرل گورنمنٹ کو Submit کر دیں پھر تو وہ اس پہ Decision لیں گے، آیا اپوزیشن سے بھی اس میں ایسے ممبران ہیں جو اس میں Participate کر سکیں کہ جو جو یہ اپنی سفارشات آگے بھیجیں گے، شکر یہ۔

جناب سپیکر: سردار ادریس صاحب۔

وزیر بلدیات و دیہی ترقی: اس میں ہم اپوزیشن کے نمائندوں کو شریک کر لیں گے، ابھی ابتدائی طور پر اپوزیشن کا کوئی نمائندہ اس میں شریک نہیں ہے، چونکہ اس مسئلے کی Seriousness کو ہم نے کیبنٹ میں دیکھا تھا تو اسی سلسلے میں چیئر مین این آر بی سے ہماری ایک میٹنگ ہوئی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس میں آپ کی یہ بات ٹھیک ہے، ہم اپوزیشن کے ممبران اور ان کے پارلیمانی لیڈرز سے بھی اس سلسلے میں بات کریں گے اور ان کو Confidence میں لیں گے جی۔

جناب سپیکر: جمشید خان صاحب۔

جناب جمشید خان: زما دا درخواست دے جی چہ کلہ د صوبائی او د قومی اسمبلی ممبران شتہ، پہ دہی باندہی د چترال نہ د قومی اسمبلی د ممبر ہم دیر اعتراضات راخی او د نورو ممبرانو صاحبانو ہم پہ دہی سیفتی کمیشن باندہی اعتراضات راخی چہ سیفتی کمیشن جوڑ شو ہلتہ، د صوبائی ممبر خہ حیثیت پاتے شو چہ دے بہ خہ Accountability کولے شی او کہ نہ بہ شی کولے؟ د پولیس نہ Accountability دے ہم کولے شی او کہ نہ شی کولے؟

وزیر بلدیات: اس سلسلے میں جو Criteria ہے، وہ Section 43 کے تحت اور Section 41 کے تحت اس میں صوبائی اسمبلی کا کوئی بھی رکن شامل نہیں ہو سکتا، چونکہ جیسے کہ میں نے عرض کیا ہے کہ ہم نے ان کو یہی تجویز کیا ہے کہ صوبائی اسمبلی کے ممبران بہتر طور پر وہاں پر نمائندگی کر سکتے ہیں اور وہ فیصلہ بھی کر سکتے ہیں، اس آرڈیننس کے تحت ہم میں سے کوئی بھی صوبائی اسمبلی کا ممبر شامل نہیں ہو سکتے۔

Mr. Speaker: Next.

جناب جمشید خان: یو منت جی، تھیک دہ صوبائی اسمبلی ممبر خو پکبہی نشتے خو یو حلقہ چہ بالکل Ignore پاتے شی چہ د ہغہی نمائندگی بہ خوک کوی چہ ہلتہ پولیس د چا سرہ زیاتے کوی چہ د ہغہی نمائندگی بہ خوک کوی بیا؟

Minister for Local Government: Sir! This is anomaly and flaws that has to be rectified as I have suggested Inshallah.

یہ ہوگا، یہ اس صوبے کا میں سمجھتا ہوں کہ حق بھی ہے اور صوبائی خود مختاری کے خلاف ہیں، یہ دونوں چیزیں اس کے لئے Proper forum پہ بات ہو رہی ہے جی۔

(تالیاں)

جناب سپیکر: جی، Next سوال نمبر، 280 جناب اکرام اللہ شاہد صاحب، جواب ملاؤ شوہی دے زما پہ خیال۔

\* 280 \_ جناب اکرام اللہ شاہد: کیا وزیر اعلیٰ صاحب ازراہ کرم ارشاد فرمائیں گے کہ: (الف) آیا یہ درست ہے کہ فروری 2001 تا فروری 2003 کے دوران ضلع مردان اور بالخصوص مردان شہر میں قتل، اقدام قتل، ڈکیتی، رہزنی، گینگ ریپ، غنڈا ٹیکس نہ دینے پر قتل کرنا، چوری، نقب زنی، کار چوری اور زبردستی رقم لینے کی وارداتیں ہوئی ہیں؛

(ب) اگر (الف) کا جواب اثبات میں ہو تو:

I- فروری 2001 تا فروری 2003 کے دوران ضلع مردان میں اور بالخصوص مردان شہر میں مذکورہ وارداتیں کل کتنی ہوئی ہیں؛

II- فروری 1999 تا فروری 2001 تک مذکورہ وارداتوں کا تقابلی جائزہ پیش کیا جائے؟

وزیر قانون: (الف) یہ بات قابل ذکر ہے کہ بفضل خدا عرصہ مندرجہ ذیل میں کسی قسم کا گینگ ریپ یا قتل برائے تاوان کا کوئی وقوعہ رونما نہیں ہوا۔

(ب) I- فروری 2001 تا فروری 2003 ضلع مردان میں وقوع پذیر ہونے والی وارداتوں کی تعداد مندرجہ ذیل ہے۔

481	قتل
550	اقدام قتل
350	ضرر
19	زنا
-	اغواء برائے تاوان
93	اغوا
3	ڈکیتی
12	راہزنی
12	کارسنیچنگ
82	کارسرقہ شدہ
176	نقب زنی
251	چوری
	مردان شہر میں مندرجہ ذیل وارداتیں ہوئی ہیں۔
87	قتل

109	اقدام قتل
114	ضرر
5	زنا
-	اغواء برائے تاوان
25	اغواء
2	ڈکیتی
8	رہزنی
-	کارسنیچنگ
22	کارسرقہ شدہ
57	نقب زنی
84	چوری

فروری 1999 تا فروری 2001 اور فروری 2001 تا فروری 2003 کا تقابلی جائزہ۔

	فروری 1999 تا فروری 2001	فروری 2001 تا فروری 2003
قتل	490	481
اقدام قتل	570	550
ضرر	400	350
زنا	14	19
اغواء برائے تاوان	2	-
اغواء	89	93
ڈکیتی	1	3
راہزنی	15	12
کارسنیچنگ	17	12

82	64	کارسرقہ شدہ
176	203	نقب زنی
251	259	چوری

جناب اکرام اللہ شاہد: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ سر، زما کوئسچن چي کوم دے نو هغه د مردان د لاء ايند آرډر باره کبني دے۔

جناب سپیکر: نو بيا به۔

جناب اکرام اللہ شاہد: دے سلسله کبني سر، زما سوال دا ووجي چي مردان کبني چه خومره امن و امان خراب دے، قتل عام، ڊکيتي، کار چوري او زنا۔۔۔۔

جناب سپیکر: نو بيا خودا آتيم په ايچنډا باندې پروت دے، زما په خپل خيال۔۔۔۔

جناب اکرام اللہ شاہد: زه عرض کوم سر۔

جناب سپیکر: جي؟

جناب اکرام اللہ شاہد: زه ریکویسټ کوم چي زه لږ دغه کومه جي، عرض دا دے جي چه۔۔۔۔

جناب سپیکر: تقرير پرے نه شه کولے که سپلیمینټري، مطلب دا۔۔۔۔

جناب اکرام اللہ شاہد: سپلیمینټري باندې۔

جناب سپیکر: جي، جي۔

جناب اکرام اللہ شاہد: سپلیمینټري سر، دا دے چي په مردان کبني فروري 2001 نه د فروري 2003 پورے 481 قتلونه شوې دي سر او په 481 قتلونو کبني په مردان بنار کبني 87 قتلونه دي سر، يعني مردان بنار کبني صرف 87 قتلونه دي، نو هغه زما هلته مقتولين وائي۔

میں کس کے ہاتھ پہ اپنا ہوا تلاش کروں

تمام شہر نے پہنے ہوئے ہیں دستانے

نو عرض دا دے سر، چہی کہ چرتہ دامن و امان دا حال وی او دھغی دا صورت حال چہی کوم پہ مردان کنبہی دے چہی یو اے ڊویژن تھانرہ دہ، یو بی ڊویژن او یو ڊی دہ، یو شیخ ملتون دے، یو صدر دے، گیر چاپیرہ مردان کنبہی بعض خائے کنبہی، زمونرہ محترمہ نعیم اختر صاحبہ، ایم پی اے پہ تیر شوہی اجلاس کنبہی د گجر گرهئی پہ حوالہ باندہی دوی مجبورہ شوہی وو پہ دہی خبر باندہی چہی هلته جوارے یا خہ کیری، پہ هغی باندہی دوی خیل تحریک التواء پیش کرے وو جی، نو عرض زما دا دے جی چہ دے د پارہ، مونرہ دا وایو چہی پہ دہی د بحث د پارہ تاسو مہربانی او کری، دے له وخت ورکری سر، دا ڊیرہ اہم خبرہ دہ جی۔۔۔۔

جناب بشیر احمد بلور: پوائنٹ آف آرڈر مسٹر سپیکر صاحب۔

جناب سپیکر: جی بشیر احمد بلور صاحب! بشیر احمد بلور صاحب!

جناب بشیر احمد بلور: سر! House in order نہیں ہے جی۔

جناب سپیکر: بشیر احمد بلور صاحب۔

جناب بشیر احمد بلور: آنریبل ڊپٹی سپیکر صاحب ته دا خواست کومہ چہی دا Discussion د پارہ Already دا ایجنڈا باندہی شتے، دے کنبہی سپلیمنٹری پکار دے، چونکہ Discussion نہ شی کیدے، دے کنبہی زما سپلیمنٹری۔۔۔۔

جناب عبدالاکبر خان: جناب سپیکر! هغه خوتاسو General law and order باندہی کرہی دہ، خاص د مردان خبرہ دہ، هغه د حلقے خبرہ دہ جی، دا ڊیرہ ضروری خبرہ دہ۔

جناب سپیکر: داسی چل دے چہی جنرل شو نو هغه پکنبہی وردنہ شو کنہ۔۔۔۔

(شور)

جناب سپیکر: دا کونسچن Figures پیش کوئے کہ نہ؟۔۔۔۔

(شور/قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: پلیز، پلیز۔

Mr. Abdul Akbar Khan: Sir! Under rule 48.

جناب بشیر احمد بلور: میرا اس پر ضمنی سوال یہ ہے کہ یہاں پہ لکھا ہے کہ اغواء برائے تاوان "Nil" او بیا نئے اغواء لیکلے دی "93"، دا تپوس کوؤ، چي دا د خہ د پارہ اغواء شوې دہ چي دا اغواء برائے تاوان Nil؟ او اغواء، دا سپلیمنتری دے، دا دے مونر تہ Detail او کړی چي هغه 93 په کوم حساب کبني خلقو اغواء کړی دی او هغوې خه حیثیت پاتے شو په دې خبر، دا دے جواب----

جناب اکرام اللہ شاہد: سر، دے کبني زما یو ضمنی سوال دے، هغه دا دے سر، چي مونر دا وایو چي په دې اسمبلی کبني دا وئیلے شوې وو مخکبني سیشن کبني چي د لاء ایند آرډر باندي بحث کیدو نو دوی دا وائی چي د حکومت دا یوه پالیسی ده چي دوی به دا گوری چي په کومه علاقہ کبني یا تهانرہ کبني جرم اوشی نو د هغې علاقے د ایس ایچ او، د هغې علاقے د ایس پی، ایس ایس پی نه به دا تپوس کوی او د هغوې خلاف به ایکشن اغستے کیری، مونرہ د دوی نه دا تپوس کوؤ، چه د مردان تاجرانو، د مردان ناظمانو، د مردان منتخب کسانو، د دوی ضلعي د انتظامیه افسرانو متعلق وئیلے دی، په هغې کبني د اوسه پورے حکومت خه عمل درآمد وو؟

جناب سپیکر: جی، جناب سراج الحق صاحب۔

جناب امانت شاه: جناب سپیکر!

جناب سپیکر: جی، امانت شاه صاحب۔

جناب امانت شاه: ز مونرہ خپل حکومت الحمد للہ د خپل حکومت نه هم ډیرے بنه بنه گیلے شروع کړے دی او پکار هم دی چي اوشی خو بهر حال زه چي کومه خبره کومه او تا سو توجه هغې طرف ته را گرځومه هغه دا ده چي یقیناً----

جناب سپیکر: ضمنی کوئسچن دے مولانا صاحب؟

جناب امانت شاه: ضمنی کوئسچن دے۔

جناب سپیکر: هان، اوس وایه۔

جناب امانت شاه: 2001 نه تر 2003 پورے چي کوم دوی بیانات کړی دی یو دغه لسټ هم ځان ته کیږدو، یو د 2001 نه وړاندے لسټ ځان ته کیږدو، بل چي کله نه



زمونبر حکومت تقریباً شو میاشته کیبری، هغه شروع شوې دے، هغه لبر خان ته مخے ته لسٹ کیبردو نو دے خپل حکومت کبني چي خومره پورے واردات شوې دی، هغې کبني قتل دے، اقدام قتل دے یا نور اشياء وی هغه لسٹ هم تاسو خان ته مخے ته کیبردئ او د خپل حکومت نه وړاندے لسٹ هم خان ته مخے ته کیبردئ نو زه ان شاء الله په دې نتیجه باندې رسمه چي کله نه زمونبر خپل حکومت شروع شوې دے نو د هغې په نسبت باندې چي کله وړاندې د دې نه اقدام قتل یا قتل یا رهزنی یا نوره ډکیتی شوې ده، زمونبر په حکومت کبني الحمد لله هغه خیزونه کم شوې دی۔

جناب سپیکر: داد وزیر صاحب کار دے۔

جناب بشیر احمد بلور: پوائنٹ آف آرډر۔

جناب سپیکر: جناب سراج الحق صاحب۔

جناب امانت شاه: زما په خیال کبني کم شوې دی، زیات شوې نه دی۔

جناب بشیر احمد بلور: پوائنٹ آف آرډر جی، پوائنٹ آف آرډر، زه دا عرض کوم چه زما خیال

دے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: بشیر احمد بلور صاحب۔

جناب بشیر احمد بلور: آنریبل ممبر صاحب نن به هم اخبار نه وی کتلے چي نن نیشنل بینک کبني پولیس والا وژلے شوې دے، هر ورخ اخبار چي اخبار گورو نو خلور، پینخه پولیس والا، تھانیداران شهیدان کیبری او دوئی وائی چي Law and order situation، په دې باندې به بحث کوؤ خودا یو داسې شے دے چي دوی د دانہ وائی چي۔۔۔۔۔

جناب امانت شاه: زما مقصد دا دے که یو قانون دان یا د سیاستدان په حیثیت باندې

چي کله تاسو مخکبني او گورئی، لبر روستو Issue او گورئی۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: پلیز، ملک ظفر اعظم صاحب۔

ملک ظفر اعظم (وزیر قانون): جناب سپیکر! میں بلور صاحب کو یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ وہ پولیس والے بتارے ہیں کہ وہ آج بھی شہید ہوئے ہیں اور کل بھی شہید ہوئے ہیں آج دوآبہ میں شہید ہوئے ہیں،

پرسوں کرک میں شہید ہوئے تھے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ لاء اینڈ آرڈر کے لئے ہم قربانیاں دے رہے ہیں۔

جناب بشیر احمد بلور: اس کا مطلب یہ ہے کہ لاء اینڈ آرڈر اتنا خراب ہے کہ پولیس میں جو لوگ شہید ہو رہے ہیں چاہیے کہ لاء اینڈ آرڈر صحیح ہو کہ لوگ شہید نہ ہوں، پولیس والے بھی ہمارے بھائی ہیں، وہ شہید ہوں، ان کا دکھ بھی ہمیں اتنا ہی ہے، مگر ہم یہ کہتے ہیں کہ جب پولیس شہید ہوتی ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ لاء اینڈ آرڈر اتنا خراب ہے کہ پولیس ماری جاتی ہے، اس لئے میں کہتا ہوں کہ اس کو ٹھیک کریں اور Law and order situation صحیح کریں۔

جناب سپیکر: Next، بھر حال دا پہ ایجنڈا باندھی آئیم دے زما پہ خیال گورنئی د بشیر احمد بلور صاحب تجویز ۳ یر معقول دے ، پہ ایجنڈا باندھی آئیم پروت دے ، سوال نمبر 281۔

\* 281 \_ جناب اکرام اللہ شاہد: کیا وزیر اعلیٰ صاحب ازراہ کرم ارشاد فرمائیں گے کہ: (الف) آیا یہ درست ہے کہ مردان کے مشہور تجارتی مرکز پارہوتی کے بازار میں گزشتہ دو تین ماہ کے اندر تقریباً 6 دکانوں کو رات کے وقت دکانوں میں سوراخ کر کے لوٹا گیا ہے؟ (ب) آیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ دکانوں میں سے ایک کو لوٹنے کے بعد آگ لگائی گئی، جس کی وجہ سے دکاندار کو لاکھوں روپے کا نقصان پہنچا ہے؟ (ج) اگر (الف) و (ب) کے جواب اثبات میں ہوں تو حکومت ملزمان کو پکڑنے میں تاحال کیوں ناکام ہوئی ہے؟

ملک ظفر اعظم (وزیر قانون): (الف) گزشتہ تین مہینوں میں تھانہ ہوتی مردان کے علاقے میں صرف دو چوری کی وارداتیں ہوئی ہیں، جن کی تفصیل ذیل ہے۔

I- مقدمہ علت 23 مورخہ 2003-1-9 جرم 457/380 تھانہ ہوتی ضلع مردان، مقدمہ ہذا میں مدعی فاروق نے رپورٹ کی کہ نامعلوم ملزمان نے رات کے وقت نقب لگا کر دکان اش سے مبلغ -/4900 روپیہ اور دوست محمد کی دکان سے مبلغ -/5000 روپیہ چوری کئے، مقدمہ ہذا میں 4 مشتہگان کو انٹار وگیٹ کیا

گیا، مگر بے سود، مقدمہ تاحال زیر تفتیش ہے اور گرفتاری ملزمان و برآمدگی مال مسروقہ کے لئے کوششیں جاری ہیں۔

(ب) مقدمہ ہذا علت 103 مورخہ 25.01.2003 جرم PPC 436 تھانہ ہوتی مردان کے حالات یوں ہیں کہ بوقت وقوعہ محمد اعجاز خان ڈی ایس پی رورل نے بدوران گشت مدعی مقدمہ محمد اسلام ولد محمد احسان سکنہ نور من خیل پارہوتی مردان کی دکان سے دھواں اٹھتا دیکھ کر مقامی پولیس (تھانہ ہوتی) اور فائر بریگیڈ کو اطلاع دی جو فوراً موقع پر پہنچے، جبکہ مدعی مقدمہ کافی دیر بعد جائے وقوعہ پہنچا آگ بجھانے کی کوششوں کے دوران عوام الناس میں سے کچھ لوگوں نے دکان کی پشت کی دیوار میں چھت سے تھوڑا نیچے ایک سوراخ بنایا تاکہ دکان سے دھواں نکلے، مدعی مقدمہ نے رپورٹ کرتے وقت یہ بات نہیں کہی تھی کہ اس کی دکان سے مبلغ -/30000 روپیہ جو کہ آہنی سیف میں رکھے ہوئے تھے چوری ہوئے، موقع پر موجود پولیس افسران اس بات پر متفق ہیں کہ دیوار میں سوراخ، وقوعہ کے بعد ہوا ہے اس سلسلے میں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ مدعی مقدمہ کا اپنے بھائی اور بھتیجوں سے جائیداد کا تنازعہ چلا آ رہا ہے، لہذا خالد حسین، اعجاز حسین اور نور حسین بھتیجگان مدعی کو انٹاروگیٹ کیا گیا، جنہوں نے جرم ہذا میں ملوث ہونے سے انکار کیا تفتیشی عملے کا خیال ہے کہ آگ بجلی کی شارٹ سرکٹ ہونے کی وجہ سے لگی ہے اور -/30000 روپیہ چوری مدعی کی جانب سے بعد کی اختراع ہے تاہم مقدمہ کی تفتیش زور شور سے جاری ہے۔

(ج) مقدمات ہذا رات کی تاریکی میں نامعلوم ملزمان سے سرزد ہو چکے ہیں اور نہ ہی مدعیان نے کسی پر دعویداری کی ہے اس سلسلہ میں کافی مشتبہگان کو انٹاروگیٹ کیا گیا تاحال کامیابی نہیں ہوئی تاہم مقدمات کی کامیابی کے لئے سرتوڑ کوششیں جاری ہیں۔

جناب اکرام اللہ شاہد: سر میں جواب سے مطمئن ہوں۔

جناب عبدالاکبر خان: جناب سپیکر! زما سپلیمنٹری دے جی، یہ دہی کنبہ جی۔

جناب سپیکر: نوچی سوال خوب پیش کری کنہ۔

جناب عبدالاکبر خان: ہغوی وائی چی زما ضمنی نشتہ دے۔

جناب سپیکر: نشتہ؟

جناب اکرام اللہ شاہد: زما ضمنی نشته جی۔

جناب سپیکر: خہ جی۔

Mr. Abdul Akbar Khan: This is the property of the House and I can go with.....

جناب سپیکر: بالکل بالکل۔

جناب عبدالاکبر خان: جناب سپیکر! دوی وائی چہ "آیایہ درست ہے کہ مردان کے تجارتی مرکز پار ہوتی کے بازار میں گزشتہ دو تین ماہ کے اندر چھ دکانوں کو رات کے وقت دکانوں میں سوراخ کر کے لوٹا گیا" جواب کبھی راخی چہ "گزشتہ تین مہینوں میں تھانہ ہوتی مردان کے علاقے میں صرف دو چوری کی وارداتیں ہوئی ہیں" اوس جناب سپیکر صاحب! د ممبر صاحب بیان یا سوال پہ حقیقت دے یا د گورنمنٹ جواب پہ حقیقت دے؟ ماتہ دے منسٹر صاحب دا او وائی۔

وزیر قانون: آپ جو بتا رہے ہیں، ہم تو یہ نہیں کہتے کہ ڈپٹی سپیکر صاحب غلط فرما رہے ہیں، لیکن جو درج مقدمات ہوتے ہیں، ہم اس کی تفصیل آپ کو دے رہے ہیں، جو مقدمات کو درج نہیں کرتے، جو کرنے جاتے نہیں، جو رپورٹ نہیں لکھواتے تو اس کی تفصیلات ہم آپ کو کیسے دے سکتے ہیں؟  
جناب عبدالاکبر خان: انہوں نے رپورٹ کی بات تو نہیں کی، انہوں نے کہا کہ چھ دکانوں کو لوٹا گیا، اب وہ یہ جواب دیتے ہیں کہ دو دکانوں کو لوٹا گیا تو اب اس میں دو اور چھ میں تو کافی فرق ہے، اگر پانچ چھ کا ہوتا تو تب کہہ سکتے تھے۔

جناب سپیکر: آپ منسٹر صاحب کا جواب سن لیں، انہوں نے کہا کہ چار تو۔۔۔۔۔

وزیر قانون: جناب! گھر کی باتیں گھر کی ہوتی ہیں، وہ گورنمنٹ کی پراپرٹی ہوتی ہے۔

جناب سپیکر: تا سو مطمئن شوہی کہ لبر فلور آف دی ہاؤس دغہ مو کپوؤ؟

جناب اکرام اللہ شاہد: آو جی۔

غیر نشاندار سوالات اور ان کے جوابات

4 \_ جناب عتیق الرحمان: کیا وزیر اعلیٰ صاحب ازراہ کرم ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) آیا یہ درست ہے کہ ضلع ہنگو میں ڈسٹرکٹ لیوی موجود ہے؛  
 (ب) اگر (الف) کا جواب اثبات میں ہو تو مذکورہ ضلع میں لیوی کون کونسی جگہ پر تعینات ہیں؛  
 (ج) آیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ڈسٹرکٹ لیوی میں ضلع ہنگو سے تعلق رکھنے والے افراد بھرتی کئے گئے ہیں؛

(د) اگر (ج) کا جواب نفی میں ہو تو ایسا کیوں کیا گیا؟  
 ملک ظفر اعظم (وزیر قانون): (الف) ہاں۔  
 (ب) تفصیل ایوان کو فراہم کی گئی ہے۔

163 \_ مولانا عصمت اللہ: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) آیا یہ درست ہے کہ چیف ایگزیکٹو آرڈر نمبر 22-2002 کے مطابق ڈی ایس پی کی پرموشن ایڈیشنل آئی جی پی کریں گے اور ایس بی کی پرموشن آئی جی پی کریں گے؛  
 (ب) آیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ آرڈر کے تحت سیکرٹری کا تعلق محکمہ پولیس سے ہوگا؛  
 (ج) اگر (الف) و (ب) کے جوابات اثبات میں ہوں تو حکومت نے تاحال مذکورہ آرڈر پر عمل درآمد کیوں نہیں کیا ہے اور آیا آئندہ اس پر عمل درآمد کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

ملک ظفر اعظم (وزیر قانون): (الف) چیف ایگزیکٹو کے آرڈر نمبر 22-2002 آرٹیکل 165(d)(c) کے تحت پولیس افسروں کی ترقی محکمہ پرموشن کمیٹیوں اور بورڈوں کے سفارشات پر کی جائے گی، ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس کے رتبہ پر ترقی کے لئے محکمہ پرموشن کمیٹی کا سربراہ ایڈیشنل انسپٹر جنرل پولیس سے کم نہ ہوگا، جبکہ سپرنٹنڈنٹ پولیس کے رتبہ پر ترقی کے لئے انسپٹر جنرل سے کم نہیں ہوگا، ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس کی ترقی کا نوٹیفیکیشن انسپٹر جنرل پولیس جاری کرے گا، جبکہ سپرنٹنڈنٹ پولیس کی ترقی کا نوٹیفیکیشن صوبائی حکومت جاری کرے گی۔

(ب) چونکہ پولیس حکومتی احکامات کو عمل میں لانے کے لئے ایک باوردی ادارہ ہے اور آئی جی کو سیکرٹری کے اختیارات دینے سے پولیس صوبائی حکومت سے آزاد ادارہ بن جائے گی، آئی جی پی کو سیکرٹری بنانے سے درج ذیل مسائل پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔

I- حکمت عملی (پالیسی) بنانا اور پر عمل درآمد ایک ادارے کے پاس چلا جائے گا، جو کہ ایک مہذب معاشرے کے اقدار کے خلاف ہے۔

II- پولیس صوبائی حکومت کے ادارہ جاتی کنٹرول سے مستثنیٰ ہو جائے گی۔

III- اس طرح انتظامی اور مالی کنٹرول ختم ہونے سے وزیر اعلیٰ اور صوبائی حکومت پولیس پر اپنا کنٹرول کھو دیگا، اس لئے صوبائی حکومت سمجھتی ہے کہ صوبائی حکومت انتظامی اور مالیاتی قوانین کے مرتب شدہ اختیارات کے اندر رہتے ہوئے آئی جی کو اتنے انتظامی اور مالی اختیارات تفویض کئے جائیں کہ وہ صوبائی حکومت کے زیر اثر رہتے ہوئے اپنے ادارے کو بہتر طور پر کنٹرول کرے اس سے بالا اختیارات آئی جی پی کو تفویض کرنے سے پولیس آرڈر اپنا صحیح مقصد کھو بیٹھے گا۔

(ج) بہت جلد ہی صوبائی سیکرٹری محکمہ داخلہ وزیر اعلیٰ صاحب صوبہ سرحد کو ایک بریفنگ دیں گے، اس کے بعد یہ فیصلہ کیا جائے گا کہ مذکورہ آرڈیننس میں کون سی ترامیم ضروری ہے، ان ترامیم کے لئے صوبائی حکومت، وفاقی حکومت سے رجوع کرنے کے بعد پولیس آرڈیننس پر عمل درآمد شروع ہو جائے گی، نیز ابھی تک مذکورہ پولیس آرڈر کے تحت رولز نہیں بنے، یہ رولز وفاقی حکومت بنا رہی ہے اور جب تک یہ رولز نہ بنے اور ان رولز کو SSRC کمیٹی منظور نہ کرے اور صوبائی حکومت ان رولز کو Adopt نہ کر دے، تب تک تمام شقوں پر عمل درآمد قانوناً ممکن نہیں۔

### اراکین کی رخصت

جناب سپیکر: اوشو جی، نیکسٹ۔ جن معزز اراکین کی طرف سے رخصت کی درخواستیں موصول ہوئی ہیں، ان معزز اراکین اسمبلی کے اسماء گرامی: جناب حفیظ اللہ علیزئی صاحب، آج کے لئے؛ جناب سید عرفان اللہ ایم پی اے صاحب، آج کے لئے؛ مولانا مفتی حسین احمد، ایم پی اے، آج کے لئے؛ مشترکہ درخواست جناب وجیہ الزمان صاحب، فیصل زمان صاحب، مشتاق غنی صاحب، نگہت اور کزئی صاحبہ، آج کے لئے؛ جناب قلندر خان لودھی صاحب، ایم پی اے، آج کے لئے؛ ڈاکٹر اختر یاسمین صاحبہ، 45 دن تک؛ جناب سید گل صاحب ایم پی اے، آج کے لئے؛ مولانا فضل علی صاحب آج کے لئے؛ مولانا نظام

الدین، ایم پی اے، آج کے لئے؛ حافظ اختر علی صاحب، آج کے لئے؛ سرفراز خان ایم پی اے، آج کے لئے؛  
بغرض منظوری ایوان کو پیش کرتا ہوں۔

Is it the desire of the House that leave may be granted?  
(The motion was carried)

Mr. Speaker: The "Ayes" have it. Leave is granted.

جناب اکرام اللہ شاہد: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر، سر! دلته زمونہ فاضل رکن  
یو اظہار او کپو، چہ یرہ پہ خپل حکومت باندی۔۔۔۔

جناب سپیکر: دا ختم شوہی دے، دا بہ بیا پہ بل دغہ باندی کوؤ۔

ڈاکٹر محترمہ سلطان امتیاز بخاری: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر، پوائنٹ آف آرڈر، جناب سپیکر!  
پشاور صوبہ سرحد کا دار الخلافہ ہے اور پشاور میں حیات آباد ایک نئی بستی ہے، اس بستی میں تقریباً ایک ماہ سے  
پانی کا ایک قطرہ بھی نلکوں میں نہیں آرہا ہے، آپ اس طرف توجہ دلائیں، پانی ایک بہت ہی اہم جز ہے  
زندگی کو بچانے کے لئے، میں نے خود کل وہاں ایک دن اپنے گھر میں گزارا، یقین کریں کہ نلکوں سے صرف  
ہوا آرہی تھی، پانی کی بوند تک نہیں تھی، ہم وہاں پر چند سیکٹرز میں اور جے سیکٹر میں میرا مکان ہے، وہاں تو  
بالکل ہی پانی نہیں آرہا، بند و بست کس طرح کیا جائے؟ وہاں اگر ٹیوب ویل خراب ہے تو اس کو ایک مہینے  
سے کیوں نہیں ٹھیک کرایا جا رہا ہے؟ اور اگر یہ بھی نہیں ہو سکتا تو اس کا متبادل طریقہ بھی تو ہے، اس لئے  
میری آپ سے استدعا ہے کہ کم از کم پانی کا تو خیال رکھا جائے، یہ تو پینے کی چیز ہے اس کا تو بند و بست کیا جائے،  
میری آپ سے یہی ایک گزارش ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے جناب سراج الحق صاحب، دا لائٹونو افتتاح کوئی خود او بو غور ہم  
کوئی کنہ۔

سینیئر وزیر: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ دا معزز رکن اسمبلی چچی کوم سوال او کپو، د  
اوبو پہ بارہ کنبی، اتفاق سرہ بیگاہ زہ او سپیکر صاحب او خہ ممبران د  
اسمبلی، دا ہم حیات آباد کنبی میلمانہ وو نو الحمد للہ چہ اوبہ خو ہلتہ مہیا  
وے او نسبتاً بیگاہ ڊیرہ بنہ هوا چلیدہ پہ حیات آباد کنبی او۔۔۔۔

(تہتہ)

ڈاکٹر محترمہ امتیاز سلطان بخاری: چند سیکنڈز میں بالکل۔

جناب سپیکر: چند سیکنڈز میں؟

ڈاکٹر محترمہ امتیاز سلطان بخاری: جی ہاں، چند سیکنڈز میں نہیں ہے۔

جناب سپیکر: اچھا۔

وزیر قانون: یہ صحیح ہے۔

سینیئر وزیر: جی ہاں، بہر حال مونہر د خان سرہ دا خبرہ نوٹ کرہ او ان شاء اللہ د ہفغہ  
خائے متعلقہ ادارو سرہ بہ پرے خبرہ او کرؤ۔

تحریر التواء

Mr. Speaker: Item No. 6. Adjournment Motions.

سید مظہر علی قاسم: پوائنٹ آف آرڈر، پوائنٹ آف آرڈر، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب۔

سید مظہر علی قاسم: شکریہ جناب سپیکر، میں نے اس سلسلے میں ایک۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، یہ قواعد و ضوابط کی خلاف ورزی ہے یا آپ تقریر کرنا چاہتے ہیں؟

سید مظہر علی قاسم: نہیں، میں تقریر نہیں کرنا چاہتا، ایک Important issue ہے اس کی طرف آپ

کی اور گورنمنٹ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں، میں نے اس سلسلے میں ایک قرارداد بھی پیش کی ہے، اس کا تو ابھی

تک پتہ نہیں لگا اور، چونکہ ابھی دوبارہ بارش شروع ہوئی ہے، جب یہاں پر بارش ہوتی ہے تو ہمارے علاقے

تحصیل بالا کوٹ وادی کاغان میں بھی بارش ہوتی ہے اور شدید ہوتی ہے، وہاں پر فروری، مارچ کے دوران جو

اموات ہوئی ہیں، اس سلسلے میں جو Compensation ہے ابھی تک وہ لوگوں کو نہیں دی گئی ہے، وہاں پر

تقریباً 400 مکانات گر گئے ہیں، باقی جو ہیں، وہ گر رہے ہیں، ابھی پچھلے ہفتے کے اندر تین اور مکان گرنے

سے اموات ہوئی ہیں، اس سلسلے میں حکومت نے کوئی Step ابھی تک نہیں لیا ہے، وہاں پر جو لنک روڈز ہیں

جو تین مہینے سے بند ہیں، ورکس اینڈ سروسز والوں میں ایکسین کو بتایا گیا ہے اور ایس ڈی او کو انہوں نے بالکل

اس چیز میں Interest نہیں لیا کوئی لنک روڈ کھولی، حالانکہ لوگ انتہائی مفلوک الحال ہیں۔

جناب سپیکر: جی۔



سید مظہر علی قاسم: دوبارہ بارشیں ہو رہی ہیں، دوبارہ مسائل ہیں، لوگوں کے پاس سرچھپانے کی جگہ نہیں ہے، یہاں پر قرارداد پیش کر رہے ہیں شریعت کے بارے میں، یہاں پر قرارداد پیش کر رہے ہیں پینٹ شرٹ کے بارے میں، وہاں پر لوگوں کے پاس کھانے کے لئے کچھ نہیں، وہاں پر لوگوں کے پاس سرچھپانے کی جگہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر: صحیح ہے شاہ صاحب۔

سید مظہر علی قاسم: تو اب یہ علماء کی حکومت ہے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: جناب سراج الحق صاحب، جناب سراج الحق صاحب۔

(تالیاں)

سینیئر وزیر: معزز رکن مظہر علی شاہ صاحب چہ د خپلے علاقے پہ کوم بہترین انداز کبنی نمائندگی او کرہ یقیناً زہ ئے Appreciate کومہ او حقیقت دا دے چہ دوی بار بار راغلی دی او خبرہ ئے ہم کرہی دہ او اسمبلی پہ فلور بانڈی زہ خبرہ کوم چہ د خپلے غریبے او محرومے علاقے نمائندگی ئے کرہی دہ او د ہغوی دا خبرہ پہ ریکارڈ بانڈی زہ راوستل غوارم بہر حال پہ زور اسمبلی اجلاس کبنی چہ مونر کوم Commitment کرے وو دیو یو لاکھ روپو د ہغہ متاثرین د پارہ چہی پہ ہغہ سیلابونو کبنی متاثر شوہی وو نو ہغہ وعدہ حکومت پورا کرہی دہ، دومرہ دہ چہی پچاس ہزار روپے چیک یو ئل مونر تقسیم کرؤ او پچاس ہزار روپو چیک د ہغہی ورپسے استولے دے او ماتہ زمونر یو ورور توجہ ہغہ ورخ دلاؤ کرہ زما خیال دے چہی لودھی صاحب وو، چہی ہغہ کبنی د صوبائی اسمبلی ممبران Involve پکار دی، بیا مونر د دہی خبری اہتمام ہم او کرؤ، چہی کوم خائے کبنی ہم چاتہ خہ ملاویری نو پہ ہغہ کبنی خپل ممبران Involve کوؤ بہ، تر خو چہی دوئی د سر کونو خبرہ او کرہ نو حقیقت دا دے چہی د چترال نہ واخلہ تر دوئی د بالاکوٹ پورے چرتہ چرتہ چہی دا ہل ایریا دہ، دا تولے علاقے متاثرہ شوہی دی او زمونر بلہوزر چہی کوم دے، نو ہغہ کلہ ہری پور نہ ایبت آباد تہ، کلہ ایبت آباد نہ خواؤ شا علاقوتہ، بہر حال زہ Priority بانڈی

ترجیحی بنیاد باندی د مظهر علی شاہ صاحب علاقے باندی بہ توجہ ور کوؤ او  
دوی سرہ بہ ان شاء اللہ خپل مشکلات Share کوؤ بہ۔

جناب سپیکر: تہی بریک کوئی او کہ نہ؟

سید مظهر علی قاسم: جناب سپیکر، جناب سپیکر! وہاں پر جو میں نے عرض کیا چار سومکانات گرچکے ہیں اور  
غریب لوگ ہیں، نہ انہیں لکڑی کا کوئی پر مٹ دیا جا رہا ہے اور نہ ان کو امداد دی جا رہی ہے، اس سلسلے میں  
حکومت کوئی یقین دہانی کروائے، چار سومکانات گرچکے ہیں، غریب لوگ ہیں، ان کے بارے میں کچھ نہ کچھ  
کریں۔

جناب سپیکر: مہربانی جی، نیکسٹ آئیم۔

جناب ظفر اللہ خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر سر!

جناب سپیکر: ملک ظفر اللہ خان مروت صاحب، جی ہاں، کیا کوئی قواعد و ضوابط کی خلاف ورزی ہو رہی  
ہے؟ یا آپ تقریر کرنا چاہتے ہیں؟

جناب ظفر اللہ خان: جناب والا! کوہاٹ ٹٹل کو Complete ہوئے تقریباً ایک مہینہ ہوا، لیکن افسوس کی  
بات ہے کہ ہمارے جو بڑے ہیں، پریزیڈنٹ صاحب اور سی ایم صاحب، سوری، پی ایم صاحب، پرائم منسٹر  
صاحب، ان کو ٹائم نہیں مل رہا ہے کہ جا کر اس کی Opening کریں اور ایک مہینے سے لوگ تکلیف میں ہیں  
Specially ہمارے جو Southern Districts کے لوگ ہیں، جن میں ہمارے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اس سلسلے میں آپ قرارداد لے آئیں تو یہ سارا ایوان آپ کو سپورٹ کرے  
گا۔

جناب ظفر اللہ خان: نہیں قرارداد نہیں ہے، یہ سارا ایک مہینے سے بالکل Complete پڑا ہے، اسے کھول  
نہیں رہے۔

جناب سپیکر: قرارداد لے آئیں، ظفر اللہ خان مروت صاحب، Dr. Adjournment Motions. Dr. Zakirullah Khan, MPA, to please move his Adjournment Motion No. 115, in the House under rule 69, of the rules of the Procedure and Conduct of Business rules 1988, Dr. Zakirullah Khan, MPA, please.

ڈاکٹر ذاکر اللہ خان: جناب سپیکر! شکر یہ، میں آپ کی وساطت سے اس معزز ایوان کی توجہ مفاد عامہ اور فوری نوعیت کے ایک اہم مسئلے کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں اور وہ یہ کہ ملکی سطح پر بالعموم اور صوبہ سرحد میں بالخصوص گاڑیوں کے مالکان روز بروز حکومت کی منظوری کے بغیر از خود کرایوں میں اضافہ کرتے رہتے ہیں اور اس غیر یقینی صورتحال کے پیش نظر ہر مکتبہ فکر سے تعلق رکھنے والے پورے صوبے کے عوام میں بے چینی پائی جاتی ہے، اور جس کے نتیجے میں پورے صوبے کی سطح پر ایک تشویش ناک صورتحال پیدا ہو گئی ہے، لہذا اسمبلی کی معمول کی کارروائی روک کر اہم نوعیت کے اس مسئلے پر بحث کی جائے، جناب سپیکر! دا خو ہسپی عام یو مسئلہ بنکاری خود عوامو سرہ ډیر زیات ژور تعلق دے د دې خبرې، د تیلو قیمتونو کبني اضافه خوبین الاقوامی یوہ خبرہ ده او دا اضافه پکبني کبزي، د دې سره ترانسپوټران په کرایو کبني اضافه او کړی خو بیا چې کله د تیلو قیمتونه کم شی نو جناب سپیکر صاحب، چې کله د تیلو قیمتونه کم شی نو بیا دا خلق په کرایانو کبني کمی کولو ته جوړ نه وی، د دې د پارہ حکومت له پکار دی چې څه مستقل اقدامات او کړی او د آئندہ د پارہ دا خلق چې د هغې سره د دې کرایانو د اضافے سره د خلقو د روزگار هم مسئلہ ده، مہنگائی خبرہ ده، د خلقو رزق د دې سره تړلے دے، د هغې قیمتونه په مخہ باندې گرانیری نو د دې یو حل راویستل پکار دی، زما په خیال باندې چہ د دې د پارہ څه کمیٹی جوړه شی او هغې ته حوالہ شی نو ډیرہ بنه خبرہ به وی۔

جناب سپیکر: د دې د پارہ ترانسپورت اتھارتی پہ هر ضلع کبني شته دے خو چې منسټر صاحب څه جواب کوی نو بیا به څه فیصلہ یا نتیجہ باندې به اوسو، جناب سراج الحق صاحب۔

سینیئر وزیر: جناب سپیکر صاحب! زہ ډاکټر ذاکر اللہ خان Appreciate کوم، چې هغوی ډیر خائستہ سوال او کړؤ او تاسو ته معلومہ ده چې په بین الاقوامی منډئی ہمیشہ د تیلو گرانی راخی او کمی خو کله نہ کله راخی، بہر حال مونږ د هرے ضلع پہ سطح باندې یو ترانسپورت اتھارتی جوړہ کړې ده چې هغه پہ ضلع کبني دننه د کرایو شیدول جوړوی او هغوی ته مو بیا دا ہدایت ہم کړے دے، چې

هغوی په بس سټینډ اولوئے ځایونو باندې هغه آویزان کړی دا پیرا چې په بین الاقوامی منډئی کبني د تیلو کمی راغې نو په 16 اپریل باندې د صوبه سرحد حکومت د طرف نه ټولو اضلاع ته یو سرکلر جاری شو چې ناظمین اضلاع ته هم جاری شو او دغه شان د چئیرمین ضلع ترانسپورټ اتھارټی ته هم دا ورکړے شو چې هغوی د دې نوے کمی په وجه باندې په کرایانو باندې نظرثانی او کړی او د هغې په نتیجه کبني چه بعض اضلاع کمی کړی دی او مونږ ته ئے واپس رپورټ راکړے وے نوهغه کبني دیر پایان هم شامل دے، کوم چې د ډاکټر صاحب خپله حلقه ده، هری پور پکبني شامل دے، صوابی پکبني شامله ده او دغه شان دوه اضلاع نور دی او په دې باندې هغوی سره خبرې روانے دی او امید دې که چرته د تیلو دا حقیقت هم دغه شان کم پاتے شو نو دا به زمونږ صوبه کبني یو خوشگوار تبدیلی باعث جوړ شی۔

Mr. Speaker: Not pressed. Next, Mr. Abdul Akbar Khan, MPA, and Mr. Alamzeb Khan, Umarzai, MPA, to please move their Identical Adjournment Motion No. 133, in the House under rule 69, of the Procedure and Conduct of Business Rules, 1988. Mr. Abdul Akbar Khan, MPA, please.

جناب عبدالاکبر خان: جناب سپیکر! تھینک یو۔ "اسمبلی کی کارروائی روک کر کو آپریٹو بینک کے ملازمین اور کو آپریٹو محکمہ کے ختم ہونے پر بحث کی اجازت دی جائے، چونکہ اس سے ہزاروں خاندانوں کے لوگ بے روزگار ہو گئے ہیں اور کو آپریٹو بینک دوسرے صوبوں میں کام کر رہے ہیں، اس لئے کارروائی روک کر اس پر بحث کی اجازت دی جائے"

جناب سپیکر: مسٹر عالمزیب خان عمرزئی۔

جناب عالمزیب: "یہ اسمبلی صوبائی حکومت سے مطالبہ کرتی ہے کہ صوبہ سرحد کو کو آپریٹو بینک جیسے اہم ادارے سے محروم کیا گیا ہے، جس کی وجہ سے صوبہ کی کاشت کار برادری کو زرعی سہولتوں سے محروم کر دیا گیا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ سینکڑوں ملازمین کو بے روزگار کر دیا گیا ہے، لہذا حکومت فوری طور پر بینک بحال کرے اور ملازمین کو دوبارہ روزگار پر بحال کرے یا بصورت دیگر دوسرے محکموں میں ایڈجسٹ کر دیئے جائیں،" خنکھہ چي جی عبدالاکبر خان صاحب اوفرمائیل دا کسان دی، باھر

راخی، غریبا نانو دغه ہم کپی وی او دوئی یر دغه دی، پہ سابقہ دور کبھی پہ  
دی کینٹ فیصلہ ہم کپی وہ چہ داد سرپلس پول تہ لارشی۔

جناب سپیکر: مخکبھی بہ دوی بریف دغه ورکری، مطلب دادے چھی بیا بہ تاسو  
خپل دغه او کپئی By under۔

جناب عالمزیب: تھیک شوہ جی۔

جناب عبدالاکبر خان: جناب سپیکر!

جناب سپیکر: جناب عبدالاکبر خان صاحب۔

جناب عبدالاکبر خان: تھینک یوجی، یہ جو میں نے تحریک التواء پیش کی ہے اس کے دو جز ہیں، ایک تو جو بینک  
ملازمین ہیں، اس کے ختم ہونے سے جو بے روزگار ہو گئے ہیں، ایک ان کا حصہ ہے اور دوسرا جو کاشت کار  
ہیں جو اس سہولت سے محروم ہو گئے ہیں اور جو باقی تین صوبوں میں ان کو یہ سہولتیں دی جا رہی ہیں اور  
صرف صوبہ سرحد کی حد تک وہ محروم ہو گئے ہیں تو اس کے دو جز ہیں، جناب سپیکر! 1925 میں اس  
صوبے میں ایک ایکٹ بنا جو فرنٹیر کوآپریٹو ایکٹ 1925 جو 4 دسمبر 1925 کو لاگو ہوا، اس کے مطابق  
کوآپریٹو سوسائٹیز کا ایکٹ آیا اور کوآپریٹو سوسائٹیز بنیں اور کوآپریٹو بینک بنے، فیڈرل کوآپریٹو بینک ایک  
مرکزی سطح پر بینک تھا جو صوبوں کی سطح پر کوآپریٹو بینکس تھے، ان کو Loaning دیتا تھا، پراونشل  
گورنمنٹ کا اتنا کوئی پیسہ اس میں Involve نہیں تھا، فیڈرل گورنمنٹ سے پیسہ آتا تھا اس بینک کو، اس حد  
تک کہ پراونشل گورنمنٹ ایک گارنٹر تھی، اس حد تک وہ تھا، لیکن اس صوبے کے پیسوں سے اس کو کوئی  
پیسہ نہیں ملتا تھا، جناب سپیکر، اب تقریباً 80 سال تک یا 75 سال تک یہ کام کرتا رہا، لوگوں کو  
Loaning کرتا رہا اور ہم حیران ہیں، یہ میں بار بار کہہ رہا ہوں کہ اس حکومت کو ورثہ میں کافی چیزیں ملیں  
جناب سپیکر، I know لیکن میرا مطلب یہ ہے کہ۔۔۔۔۔

جناب سپیکر صاحب: مختصر۔

جناب عبدالاکبر خان: میں شارٹ کرتا ہوں، اگر آپ ایڈمٹ کریں اور ہم ایڈمشن پر زور دیں گے، ہم اس  
کو ایڈمٹ کرائیں گے، لیکن میں صرف دو تین چیزوں کی طرف اشارہ کرتا ہوں، کیونکہ وہ بہت انتہائی  
ضروری ہے میرے ایڈمشن کے لئے، ایک ادھر ایک آرڈر نکلا ہے، "Whereas the Provincial"

Co-operative Bank limited, a secondary level Co-operative Society has been engaged in advancing loan”

چلیں ٹھیک ہے میں اسے زیادہ نہیں پڑھتا، وہ کہتے ہیں جی کہ 1996 تک انہوں نے 96 کروڑ روپے کی Loaning کی، 1998 میں 92 کروڑ روپوں کی Recovery ہوئی، 96 کروڑ میں سے 92 کروڑ کی Recovery ہوئی، میں تو نہیں سمجھتا کہ وہ نیب والوں نے بھی سیٹ بینک سے یا اور بینکوں سے جن لوگوں نے پیسہ لیا ہے، اتنی ریکوری کی Percentage تو ان کی بھی نہیں ہے، یہ تو 80% More than recovery ہے، اس کے باوجود جی ایک رجسٹرار صاحب ہیں وہ کہتے ہیں کہ And Whereas keeping view the fast resources, جلدی جلدی ختم کرتا ہوں۔

An inquiry under section-43, of the Co-operative society Act, 1925, in to the constitution, working financial condition and Improprity of FPCB appointed, and whereas the inquiry report concluded that the present financial condition was a serious threat to availability and proposed that either the Bank has to be brought under liquidation under-47, of the Co-operative Society Act.

میں صرف اس کی طرف آتا ہوں، ایکٹ میں ذکر ہے 47 کا جو ان صاحب نے ذکر کیا ہے کہ 43 اور 47 کے تحت میں اس کو ختم کر رہا ہوں، میں نے زندگی میں کوئی ایسی چیز نہیں دیکھی کہ، جس میں ایکٹ کو ایک رجسٹرار کے آرڈر پر سارا سسٹم ہی ختم ہی کیا جائے، جناب سپیکر! میں اور جینل ایکٹ جو 1925 میں ہوا تھا، اس کی سیکشن 47 جو انہوں نے ذکر کیا ہے، اسکی طرف آپ کی توجہ مبذول کرانا ہوں جناب سپیکر۔

If the Registrar, after an inquiry has been held under section-43 or after and inspection has been made under section-44 or on receipt of an application made by three fourths of the members of a Society present.

یعنی ایک سوسائٹی کو Wind up یا لیکویڈیٹ کرنے کا جو اس کے پاس اختیار ہے، اس اختیار کو وہ سارے بینک اور سارے سسٹم کو اس کے تحت وہ ختم کر رہا ہے وہ لکھتا ہے جناب والا! کہ میں اس سیکشن کے تحت یہ سارے جو کو آپریٹو بینک ہیں، جو ساری سوسائٹی سسٹم ہے، اس کو ختم کر رہا ہوں، جبکہ اس کو اس سیکشن کے تحت صرف ایک سوسائٹی کے خلاف اگر کوئی شکایت ہو، کیونکہ ایک ایک ضلع میں سینکڑوں سوسائٹیز بنتی

ہیں، اگر کسی سوسائٹی کے خلاف اس کو شکایات ہو، تو وہ کر سکتا ہے، میں پھر حیران ہوں، جناب گورنر صاحب کہتے ہیں۔

“As the Co-operative Department in the Frontier Co-operative Bank have not been able to achieve the desired result, Therefore, both these

organizations should be winded up.

جناب سپیکر! یہ کیا مذاق ہے؟ آپ کی اسمبلی ایک قانون پاس کرتی ہے اور ایک شخص ادھر بیٹھ کر وہ بیک جنبش قلم ختم کر دیتا ہے اور کہتا ہے کہ اس کو Wind up کر رہا ہوں اور جو سینکڑوں لوگ بے روزگار ہو گئے ہیں، جو ہزاروں لوگوں کو فائدہ تھا اور صوبوں میں وہ فائدہ مل رہا ہے، صرف اس صوبے میں وہ فائدہ ان پر بند کر دیا گیا، جناب سپیکر! میں زیادہ وقت نہیں لوں گا، کیونکہ میں اس پر Detail تقریر جب آپ اسے ایڈمٹ کریں گے۔

جناب سپیکر: کیا یہ Detail تقریر نہیں ہے؟

جناب عبدالاکبر خان: نہیں جناب، یہ کیا ہے؟ یہ تو میں نے دو تین پوائنٹس پیش کئے ہیں۔

جناب سپیکر: اچھا اچھا، عالمزیب عمر زئی صاحب! تاسو شہ وئیل غواہی۔

جناب عالمزیب: بس جناب ہم دغہ خبرہ دہ جی۔

جناب سپیکر: دیرہ مہربانی، جناب قاری محمود صاحب۔

جناب قاری محمود (وزیر زراعت): جناب محترم سپیکر صاحب! زمونبرہ دے معزز رونرو عبدالاکبر خان او عالمزیب عمر زئی صاحب چہی کومے خبری او کپے د بینک متعلق او دھغی اعتراف دوئی ہم او کپو، چہی پہ کومہ طریقہ سرہ دا بینک ختم شوہی دے نو، چونکہ زور حکومت دا بینک ختم کپے دے، دھغی بہ خہ وجوہات وو، دھغی د وجے نہ د شروع وخت نہ زمونبرہ سرہ دا احساس دے چہی دا ملازمین راخی، بھر دا مظاہرے کوی، دا زمونبرہ د پارہ د خفگان خبرہ دہ، د دوئی بہ بچی وی، دوئی مجبورہ دی، زما د وخت نہ دا کوشش وو چہی خہ نہ خہ مطلب دا دے چہ نتیجہ راؤخی او دوئی تہ خہ ریلیف ملاؤشی خو، چونکہ مسئلہ داسی دہ چہ دوہ نیم کالہ وپراندمے دا بینک تحلیل شوہی دے او تقریباً د

دې په اثاښه جاتو کښې څه نيلا م شوې دى او د مرکزي حکومت چې کومې پيسې په دې صوبه باندې، په دې بينک باندې پورې دى تقريباً 128 ارب روپۍ، د هغې د پاره ټاټم ختم وو خو بيا دوباره ترې ټاټم او غوښتلې شو په هغې کښې اضافې شوه نوفي الحال هغه ټاټم هم ختميدونکې دې او داسې څه فنډز نشته چې دا بينک اوس بحال کړې شي او دې نه علاوه د ملازمينو متعلق چې کومه خبره ده، نو عبدالاکبر خان صاحب هم د هغې نشاندې او کړه چې دا بينک د سوسائټي ايکټ 1925 لاندې رجسټر شوې وو او د هغې قانون په حواله باندې چونکه دا ملازمين چې دى، دا په دې سرکاري محکمو کښې نه شي ايډجسټ کيدې خو بهر حال مونږه دا کوشش کوؤ چې د دې ملازمينو د پاره مونږ څه نه څه لار راوټاسو او د دوى دا مشکلات چې کوم دى، مونږه په يو طريقه باندې حل کړو، بله خبره دا ده چونکه د زميندارو د پاره هم يوه مسئله ده څنگه چې دوى او فرمائيل چې زميندار د دې Loan نه محرومه شو، د دې قرضې نه محرومه شو، د سهولتونو نه محرومه شو، نو زمونږ دا هم يو کوشش دې چې داسې څه يوه طريقه مونږ راوټاسو چې دهغوي د پاره پکښې هم مونږ يو لار او گورو، ان شاء الله تعالى زمونږ خو دا خواهش دې چې زميندارو ته بڼه سهولتونه ورکړو او بې روزگارو ته روزگار ورکړو او د غربت په خاتمه کښې مونږه يو کردار ادا کړو ان شاء الله تعالى.

جناب سپيکر: جناب عبدالاکبر خان صاحب.

جناب عبدالاکبر خان: جناب سپيکر! I pressed for admitting this Adjournment Motion.

جناب سپيکر: جى، امان الله حقانى صاحب.

مولانا امان الله: خصوصاً د ملازمينو په باره کښې زمونږه هم ډير احساس دې، ماته معلومه ده چې د هغوي په بچو باندې څه تيريرى، دا مسئله ډيره قابل غور ده جى.

جناب شاه راز خان: جناب! دې مسئله باره کښې جى زما هم دا عرض دې.---



جناب عالمزيب: په دې كښنې چې كومه فيصله منستر صاحب چې پرون كړې وه  
چه----

جناب عبدالاکبر خان: چې ايد مت شي بيا پرې بحث كېږي.

جناب عالمزيب: څه تهېك شوه چې.

جناب شاه راز خان: پرون چې دلته يقين دهاني هم وركړې شوې وه، روډ هغوې بند  
كړې وو، مونږ ورسې وراووتو، وزير صاحب هم موجود وونود دې خبرې حل  
راويستل پكار دي چې.

جناب سپيكر: څه نوڅه وائي چې وزير صاحب، چې جناب سراج الحق صاحب.

سنيئر وزير: زه چې دا عرض كوم چه دلته نورې ادارې هم ختمې شوې دي، لكه د  
جې ټي ايس اداره هم ختم شوې ده، او په هغې كښنې هم هزارها ملازمين وواو د  
هغوې هم دا مطالبه ده چه هغوې دې بيرته بحال كړې شي او جې ټي ايس دې  
بيرته اوچلولې شي خو بهر حال دلته الميه دا ده چې كله يوه اداره جوړه شي نو په  
هغې كښنې متعلقه ټول خلق خپله خپله ډيوټي نه كوي او هر سرې په بل باندې  
وراچوي او د هغې په وجه باندې هغه ادارې ختمې شي او تباه شي، دغه شان د  
كوآپريټيو بينك د ملازمينو مسئله هم ده او د هغې نه علاوه چې كومه د هغې  
قرضداري دي، د هغوې مسئله وه، مونږه صوبائي حكومت خو دا او كړه چې په  
كومو خلقو باندې قرضه د سود وه نو هغه سود صوبائي حكومت معاف كړو ځكه  
چې هغه زمونږ په اختياراتو كښنې وواو د هغې نه تقريباً څه پچيس تيس هزار خلقو  
ته يوريليف ملاؤ شو ترڅو پورې چه د هغې د ملازمينو مسئله ده او په دې وخت  
كښنې د ټولو نه غټه مسئله هم هغه ده، هغوې د محترم وزير اعلي سره هم ملاقات  
كړې وو او د هغوې په باره كښنې بيا هغه Decide كړه، استيبلسمنټ ته ئې يو  
سر كولر او كړو چې د دې پاتې ملازمينو په مختلفو محكمو كښنې د ايدجسټمنټ  
د پاره تاسو لار راو كارئ او په دې باندې عمل او كړئ، نو د هغې د پاره  
چونكه ډير زيات ملازمين دي، په مختلفو محكمو كښنې Vacancies لټول بيا په  
هغې كښنې ايدجسټ كول او د دې نه علاوه دريمه خبره دا ده چې كوم قرضه  
دي په خلقو باندې چې سود ترې نه معاف كړې شو نو هغه اصل زر چې كوم

حکومت ته ملاؤ شی، د هغې په نتیجه کبني به مونږه دے خلقو ته Benefits هم ورکوؤ، ځکه چې د دوی ملازمتونه ختم شو او هغه قرضه چې کومه په صوبائي حکومت باندې ده، د هغې د ختمولو به هم په هغې باندې کوشش کوؤ، د دې وجے نه چونکه مونږه Seriously، سنجيدگنی سره دا مسئله اغستې ده نو په دې باندې وزير صاحب يقين دهانی هم اوکړه، مونږه پخپله په دې غم او تکليف کبني برابر شريک شو۔

جناب سپیکر: جناب بشیر احمد بلور صاحب۔

جناب بشیر احمد بلور: سنيئر منسټر صاحب خبره اوکړله او زمونږ وزير صاحب هم خبره اوکړه، هغوی دا وائی چې د ايکت لاندې چې کوم خلق ويستلے شوې دی او کوآپريټيو بينک ختم شوې دے نو هغه ليبر چې کوم دے يا هغه خلق چې کوم دی نو هغوی په نورو محکمو کبني ايډجسټ کيدے نه شی، سنيئر منسټر صاحب وائی چه چيف منسټر صاحب يو Direction ورکړې ده چې دا د ايډجسټ کړے شی، مخکبني خويو Categorical statement منسټر صاحب يا دوی دے ورکړی چې نه دا به مونږه ايډجسټ کوؤ، يوه خبره دا، بله خبره دا چې زمونږه دا صوبه چې ده جی، افسوس په دې باندې کوؤ چه دا خود مرکز نه پیسے راتلے، د صوبے پکبني هيڅ تعلق هم نه وو او يو دلته زمينداران چې دی، هغوی ته چې کوم Loan ملاويدو، دا زمونږ صوبه چې ده، په دې کبني انډسټري نشته، گدون زمونږه لرے لار دے، د بندرگاه نه لرے دلته کبني خودالبرغوندي چې دا کوم زمينداران دی، د هغې عاجزانو نه چې هم دا Facility withdraw کړے شی نو پکار ده چې حکومت په دې باندې ايکشن واخلی او نوے د ايکت جوړ کړی او زور د Revise کړی او بله دا عرض کوم جی چې بيا څومره چه د کوآپريټيو Assets خرڅ شوې دی، هغه د Assets چې کومے پیسے دی، د هغې نه د دې غريبانانو له Benefits چې کوم ددوی حق دے چې هغه خود دے ورته کم از کم ملاؤ شی کنه۔

جناب سپیکر: جناب عبدالاکبر خان۔

جناب عبدالاکبر خان: جناب سپیکر! مونہرہ خو چونکہ ایڈمشن خُکھ غوارو چہ دلته کبني په دې صوبه کبني په دوه ادارو باندي خلقو ته پيسے ملاوېري ايگريکلچر ته، يو ADBP او يو دے کوآپريټيو سوسائيتيز کوم چي کوآپريټيو بينکس چي وو، جناب سپیکر، اے دی بی پی چي کوم دے نو هغه د 14% نه 15، 16% پورے Loaning کوی او دا دلته کبني تراوسه پورے په 3% باندي وو او اوس ستيت بينک په 11% باندي کرؤ، دا يو زميندار ته داسي سهولت وو چي دس گياره پرسنت او بلے غارے ته سوله، ستره پرسنت، بل دا چي دا Immediate چي کله به فصل کرلے کيدے شو په هغه ټائم کبني به زميندارو ته د سرے د پاره د تخم د پاره، دهغي د پاره به Loaning کيدو، دے باندي مونہرہ ډير Discussion غوارو، جناب سپیکر! مونہرہ تاسو ته خواست کوؤ، چي دا تاسو هاؤس ته Put کرئ، We want discussion on it, we want that it، Tuesday باندي چي خنکه ستاسو په رولز کبني دی، دوه گهنټے به مونہرہ په دې باندي Discussion او کرؤ شايد چي مونہرہ د دې نه بنه تجاویز نور هم راوړو، خو هلته چي تاسو ته او گورو نو تاسو او خاندئي نو زمونہرہ هغه شته هير کرئ۔

جناب سپیکر: جی مظفر سید صاحب۔

جناب مظفر سید: جناب، په دې باره کبني زما هم يو تجویز دے، جناب سپیکر! په دې باندي په اولنی سیشن کبني ما هم دغه شان تحریک التواء پیش کرې وه او یقین دھانی راکرے شوې وه د وزیر اعلیٰ صاحب سره چي ملاقات شوې وو، خو اوس هم سراج الحق صاحب Clear اعلان او نه کرؤ، بلکه زه وایم چي سراج صاحب د خبرې دوه حصے وے یو چي هغوي له تنخواه گانے ورکوو یا بلکه په سرپلس پول کبني دے هغوي واچولے شی او هغوي به وخت په وخت باندي خائے شی او دا ما سره د هغوي یو ډير لوئے اپیل دے خو بهر حال زه د اختصار نه کار اخلم، صرف دا درخواست کوم چي دغه ملازمین دے خواهه مخواهه ایډجسټ کرے شی۔

جناب سپیکر: جی اوس زما سره خودغه دے چي زه هاؤس ته د ایډمټ د پاره۔۔۔۔۔

سینیئر وزیر: زہ د دې وضاحت کومه جی، محترم بشیر بلور صاحب چي کومه خبرې ته توجه او کره نو په هغې کښې بنیادی خبره دا ده چې د صوبه سرحد حکومت په هغې کښې ضامن دے او چې ضامن دے نو د مرکز چي کومه پیسه دلته ډوبه شی، د هغې ټوله ذمه داری په صوبائی حکومت باندې وی او تقریباً هغه ټوله د ډوبیدو سره مخامخ ده۔

جناب عبدالاکبر خان: په چهیانوے کښې بانوے کرور ئے واغستلے نو ډوبه کوم ځائے شوه؟

سینیئر وزیر: په دې بنیاد باندې زه دا عرض کومه چې څومره Assets دی یا څومره سرمایه پرته ده، د هغې په بنیاد باندې به دے ملازمین ته مونږه هیند شیک هم ورکوؤ او چې کوم خلق، هغه خلقو ته چې کوم د ملازمتونو نه محروم پاتے شوې دی او چه کوم خلق ایډجسټ شی او چې کوم خلق په محکمو کښې ځائے کرے شی، نو هغوي خو به ریگولر د سرکار سره په خپل کار کښې مصروف شی، د دې وجے نه زه په دې باندې د بحث ضرورت نه محسوسه وومه او دا یقین دهانی کافی گنرمه۔

جناب عبدالاکبر خان: جناب سپیکر! Under the rules چې کوم دے، تاسو ئے هاؤس ته Put کړئ If fourteen people say that it should be admitted then it should be admitted تاسو ولے یرپرئ۔۔۔۔۔

(مداخلت/شور)

جناب سپیکر: جی ربانی صاحب۔

جناب فضل ربانی (وزیر خوارک): جناب سپیکر صاحب! تاسو به دغه هله کولو چې د حکومتی بینچونو د دې سره اختلاف دے، زمونږ د دې سره هیڅ اختلاف نشته دے، د هغوي Adjustment د هغوي ځائے کول او د هغوي د سرپلس پول نه په محکمو کښې ځائے کول، دا د حکومت پالیسی ده او هغه چې څه وخت اخلی نو هغه دوی ته پته ده، چه فائل ورک او پیپر ورک څه ټائم اخلی نو هغه به ان شاء الله دوی ورکوی۔

جناب سپیکر: شہزادہ محمد گتاسپ صاحب! آپ کچھ ارشاد فرمائیں گے تاکہ میرے خیال میں چیئر کو کسی نتیجے پر پہنچنے میں آسانی ہو۔

شہزادہ محمد گتاسپ خان: سر! یہ۔۔۔۔۔

جناب مظفر سید: غریبانا نو لہ روزگار غوار و خانہ، گپ نہ لگوؤ۔

شہزادہ محمد گتاسپ خان: سر! یہ جو یہاں پہ کہا جا رہا ہے کہ Adjustment of the employees

of the Cooperative Bank or of the Cooperative department اصل مسئلہ

ان کی Employment کا ہے سر، وہ سینکڑوں لوگ بے روزگار ہیں، لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس وجہ

سے ہزاروں کاشت کاروں کو سہولت ملنا بند ہو گئی ہے تو اس میں میں سمجھتا ہوں سر ٹریڈری بینچرز کو بھی کوئی

اعتراض نہیں ہونا چاہیے، اس Discussion اور Discussion سے کوئی اچھا نتیجہ ہی نکلے گا تو ہم

Assist کریں گے، انشاء اللہ گورنمنٹ کو کہ یہ مسئلہ حل ہو تو میرے خیال میں اس پر اعتراض نہیں ہونا

چاہیے، Let's discuss it in the House and we will come to a solution،

Sir

سینیئر وزیر: یعنی اس سے یہ بات نکلتی ہے کہ ہم اور وہ آپس میں ایک دوسرے کے مد مقابل ہیں، جبکہ ہم

ایک ہیں، ہمارا مسئلہ ایک ہے ان کو Accommodate کرنا اور ان کو جگہ دینا، ہم اس کا اعتراف بھی

کرتے ہیں، اس کا اعلان بھی کر رہے ہیں، باقی جہاں تک آپ نے جس طرح کہا کہ اس سے ہمیں فائدہ یا

نقصان، مسئلہ مرکز سے پیسے کا ہے اور یہاں ڈوب گیا، اب اس میں صوبائی حکومت ایک Guarantor کے

طور پر موجود تھی، اور وہ سارا ادارہ تباہ ہوا، غرق ہوا، اب ہمارا کام صرف اتنا رہ گیا ہے کہ ہمارے اپنے صوبے

کے جو متاثرین ہیں، جو ملازمین ہیں، ان کو Accommodate کیا جائے اور جو باقی متاثرین تھے، جن پر

سود تھا، اس کو ہم نے معاف کیا، اس لئے کہ وہ ہمارے اختیار میں تھا اور باقی جو اس کے Assets ہیں، ان کو

حکمت کے ساتھ اور طریقے کے ساتھ فروخت کر کے ان لوگوں کو فائدہ پہنچایا جائے، جو اس سے متاثر ہو

رہے ہیں اور مرکز کے جو واجبات ہیں، وہ ادا کئے جائیں۔

شہزادہ محمد گتاسپ خان: سر! یہ سراج الحق صاحب نے، میں بھی اس بات کا اعتراف کرتا ہوں کہ جو

انہوں نے اچھا کام کیا ہے، وہ اچھا کام ہے اور سارا ہاؤس اسے اچھا کہے گا، جو انہوں نے سود کی معافی جیسے

معاملے میں لوگوں کو سہولت دی، لیکن اس کے ساتھ ساتھ جس طرح میں نے کہا سر، Employees کی ایڈجسٹمنٹ اگر یہ کرتے ہیں تو یہ بھی ایک بہت اچھا اقدام ہوگا اور اس میں ہم بھرپور ساتھ دیں گے، لیکن جو بات ہے کاشت کاروں کی اور جس طرح عبدالاکبر خان صاحب جو Figures and facts سامنے لائے ہیں، اس میں انہوں نے کہا کہ باقی بینکوں سے زیادہ اس کی جو ریکوری ہے، وہ زیادہ اچھی اور موثر رہی ہے تو اس لئے Lets discuss it ہم دیکھتے ہیں، اگر یہ Violate نہیں ہے تو اس میں بھی ہم ساتھ دیں گے، انشاء اللہ اور اگر Violate ہے تو پھر ٹریڈری بینچرز، ہم بالکل مد مقابل نہیں ہیں، اس میں ہم ایک ہیں اللہ کے فضل و کرم سے، لیکن Let's discuss it اور Discussion سے ایک اچھی راہ نکل آئے گی

سر۔

سینیئر وزیر: سر! یعنی اس میں ان کے جو ذمہ دار ہیں، وہ وزیر اعلیٰ صاحب سے خود ملے ہیں، ان کی بات صرف یہ ہے کہ جو وزیر اعلیٰ نے Commitment کی ہے، اس پر جلد از جلد عمل ہو جائے، لیکن انہوں نے اسٹیبلشمنٹ سے کہا ہے کہ آپ اس کے لئے کوئی راستہ نکالیں، اگر کسی ہمارے دوست کے پاس اس سلسلے میں کوئی تجاویز ہیں یا کوئی بات ہے تو وہ متعلقہ منسٹر کے ساتھ بیٹھ سکتے ہیں، اپنی رائے دے سکتے ہیں، تجویز دے سکتے ہیں اور ہم لے سکتے ہیں، اس پر ہمارا کوئی اختلاف نہیں ہے، صرف یہ ہے کہ ہم نے جو اچھا ایک Way اختیار کیا ہے Benefit کا، فائدہ پہنچانے کا، Relaxation دینے کا تو اس میں رکاوٹ ہم خود بھی نہیں ڈالنا چاہتے، بلکہ اس میں آپ بھی ساتھ دیں۔

جناب سپیکر: عبدالاکبر خان صاحب، حکومت (مداخلت) یو منٹ۔

جناب عبدالاکبر خان: جناب سپیکر صاحب! میں نے پہلے بھی آپ سے ریکویسٹ کی ہے کہ آپ اسے ہاؤس کو Put کریں اور If fourteen members say that it should be admitted then it should be admitted.

جناب سپیکر: نہیں۔۔۔۔۔

جناب عبدالاکبر خان: میرے خیال میں اس میں Arguments۔۔۔۔۔

وزیر خوراک: جناب سپیکر صاحب! اصل میں جو کارروائی اس پر ہوئی ہے اور وزیر اعلیٰ صاحب نے ان کو ایڈجسٹ کرنے کو کہا ہے، اگر یہ اسمبلی یہ بات پاس کرتی ہے اور ہمارے ساتھی اس پر Stress کر رہے

ہیں کہ اس کو واپس کیا جائے اور پھر نئے سرے سے ہو جائے، یعنی ایڈجسٹمنٹ کی بات اور ان کو Accommodate کرنے کی بات، ان کو سروس دینے کی بات، اگر وہ روکتا ہے اور نئے سرے سے بات کرتا ہے تو اس پر پھر بات ہو سکتی ہے۔

جناب سپیکر: ملک ظفر اعظم صاحب۔

وزیر قانون: جناب! ہمارے سینئر منسٹر کے بعد میرا بولنا، مجھے خود اچھا نہیں لگ رہا، لیکن۔۔۔۔

جناب سپیکر: میں نے ایڈ مشن کے لئے، مطلب ہے کہ۔۔۔۔

وزیر قانون: لیکن میرے محترم ساتھی عبدالاکبر خان جو اس کو بحث کے لئے سامنے رکھنا چاہتے ہیں تو میں تو یہی مناسب سمجھوں گا کہ ان کے اصرار پر ایڈمٹ کر لیں۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں ہاؤس کے سامنے Put کر دیتے ہیں۔

جناب عبدالاکبر خان: سر، اس کی ضرورت نہیں ہے، بہر حال ہاؤس کے سامنے لے آئیں۔

Mr. Speaker: The Adjournment motion moved by Mr. Abdul Akbar Khan, MPA, and Mr. Alamzeb Khan Umarzai, MPA, is admitted.

(Applause)

جناب عبدالاکبر خان: تھینک یو، جناب سپیکر۔

توجہ دلاؤ نوٹس ہا

Mr. Speaker: Item No. 7, Mr. Anwar Kamal Khan, MPA, to please move his Call attention Notice No. 167, in the House under rule 52(a) of the Procedure and Conduct of Business Rules, 1988. Mr. Anwar Kamal Khan, MPA, please.

جناب انور کمال: شکریہ جناب! ابھی تک مجھے اس چیز کا علم نہیں تھا، میرے خیال میں جیسے ہی آپ نے

Announce کیا تو یہ کال اٹینشن نوٹس ابھی انہوں نے مجھے دے دیا ہے۔

جناب سپیکر: کاپی پہنچ گئی ہے، کال اٹینشن نوٹس کی کاپی آپ کو مل گئی؟

جناب انور کمال: ابھی ابھی مجھے ملی ہے۔

جناب سپیکر: اچھا۔

جناب انور کمال خان: بہر صورت جی "میں آپ کی توجہ ایک اہم مسئلے کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں وہ یہ کہ پشاور کینٹ میں واقع امریکن قونصلیٹ کے سامنے سڑک کو عرصہ تقریباً دو سال سے بند کیا گیا ہے، جس سے پشاور کے عوام کو صدر اور دیگر کاروباری مراکز آتے جاتے ہوئے کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے، امریکی قونصلیٹ کو کسی دوسری جگہ منتقل کیا جائے بصورت دیگر سڑک کو ٹریفک کے لئے کھول دیا جائے"

جناب سپیکر! آپ کو شاید یاد ہو کہ پچھلے سیشن میں امریکن رجسٹریشن پالیسی کے تحت جس وقت ہاؤس میں کوئی ایڈجرمنٹ موشن یا کال اٹینشن نوٹس Move ہوا تھا تو اس وقت بھی میں نے اشارتاً امریکن قونصلیٹ کے سامنے سے جو سڑک گزرتی ہے، اس کے بارے میں چند الفاظ کہے تھے، لیکن چونکہ مجھے علم تھا کہ اس کے بارے میں، میں کال اٹینشن نوٹس بھی Move کر سکتا ہوں، ایک ایڈجرمنٹ موشن بھی موو کر سکتا ہوں، لیکن میں حکومت کو یا اپنے دوستوں کو یا اپنے ساتھیوں کو کسی امتحان میں ڈالنا نہیں چاہتا، میں Purely ایک لوکل مسئلے کی حیثیت سے اس کو آپ کی وساطت سے حکومت کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں کہ جو اس وقت کی صورتحال ہے، ہمیں سمجھ نہیں آرہی ہے کہ وہ کیا عوامل ہیں، وہ کیا مشکلات ہیں جو ان لوگوں کو درپیش ہیں، امریکن تو ایک طرف، افغانستان میں جو کچھ کر رہے ہیں یا جو کچھ انہوں نے آج عراق میں کیا ہے اور جو کچھ ہم دیکھ رہے ہیں کہ وہ خدا نخواستہ آنے والے وقتوں میں امت مسلمہ کے ساتھ یا مسلمانوں کے ساتھ کریں گے، تو ایسی صورت میں تو ہمیں یہ معلوم ہو رہا ہے کہ امریکہ بہادر ایک بہت ہی بڑی سپر پاور ہے، اسے نہ آپ سے ڈر ہے، نہ مسلمانوں سے ڈر ہے، نہ افغانستان سے ڈر ہے، نہ عراق سے ڈر ہے تو وہ پشاور میں اپنے آپ کو کیوں غیر محفوظ سمجھ رہے ہیں؟ مجھے ابھی تک یہ چیز سامنے نظر نہیں آرہی ہے کہ وہ آخر کونسی ایسی چیز ہے، جس سے ان لوگوں کو ڈر ہے؟ (تالیاں) کیا وہ آپ سے ڈر رہے ہیں، کیا وہ کسی اور طبقے سے ڈر رہے ہیں؟ ایک طرف تو وہ تمام مسلمانوں کو آنکھیں دکھا رہے ہیں اور دوسری طرف اپنے گھر کے سامنے، قونصلیٹ کے سامنے آپ کو گزرنے کی اجازت بھی نہیں دیتے، جناب والا! اس پہ شاید آپ کو معلوم ہو یا نہ ہو، لیکن میرے ذاتی مشاہدے میں یہ بات آئی ہے کہ آج سے تقریباً کوئی دو تین سال پہلے ہائی کورٹ کی طرف سے بھی یہ احکامات جاری ہوئے تھے کہ یہ پبلک سڑک ہے، ہم بشیر خان



کے گھر جب جاتے ہیں تو ہمیں تقریباً کوئی پانچ میل کا فاصلہ طے کرنا پڑتا ہے، وہاں پر انہوں نے چائے وغیرہ کا انتظام کیا ہوتا ہے تو ہم اکثر وہاں پر لیٹ چلے جاتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ جی چائے آپ کے لئے ٹھنڈی ہو رہی ہے۔

وزیر قانون: جناب سپیکر صاحب! جناب بلور صاحب کے اس پر کچھ Comments ہیں۔

جناب انور کمال خان: وہ ضرور Comments دیں، میں تو Purely ایک پبلک مسئلے کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ، اگر یہ لوگ اتنے ہی ڈرتے ہیں تو پھر کم از کم ان کو، یہ جو آنکھیں دکھا رہے ہیں ہمیں، کم از کم یہ ڈراوہ تو ہم لوگوں کو نہ دیں تو اس کا یہ حل ہو گا کہ حکومت کم از کم اس سڑک کو عام ٹریفک کے لئے کھول دے یہاں پر اور تو نصیلت بھی موجود ہیں، آپ ایک طرف دیکھیں انہوں نے محاذ اور جنگ کا سماں بنایا ہوا ہے، کہیں ٹینک کھڑے ہیں، کہیں بکتر بند گاڑیاں کھڑی ہوئی ہیں، آپ کی تمام ٹریفک کا عملہ وہاں پر موجود ہوتا ہے، سپیشل برانچ والے وہاں پر موجود ہوتے ہیں، آئی جی وہاں پر کھڑی ہوتی ہے، اب اس سے بڑھ کر میرے خیال میں کل آپ کو کہیں گے کہ آپ اپنے پاکستان کی تمام افواج کو یہاں پر تعینات کر دیں تاکہ امریکن تو نصیلت کا دفاع کریں، ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم ان لوگوں کا دفاع کریں، ایک طرف تو یہ ہمارے مسلمانوں کے لئے باعث مشکلات بن رہے ہیں اور دوسری طرف ہم ان لوگوں کو کیوں Facilitate کر رہے ہیں؟ تو جناب والا! حکومت اس سلسلے میں نوٹس لے اور کم از کم یہ سڑک ان سے فوراً کھلوائیں اور اگر ان کو پھر یہاں پر ڈر لگ رہا ہے تو پھر کسی ایسے محفوظ جگہ ان کو منتقل کر دیں تاکہ کم از کم عوام کی مشکلات کا ازالہ ہو سکے۔

جناب سپیکر: شکریہ، سراج الحق صاحب! کوشش کریں۔

سینیئر وزیر: انور کمال خان صاحب نے کہا ہے کہ وہ کس سے ڈرتے ہیں؟ میرے دوست نے کہا کہ ان کی موٹوں سے ڈرتے ہیں (تہقہہ) بہر حال یہ مسئلہ اب کا نہیں ہے، گزشتہ ساڑھے پانچ سالوں سے اس طرح یہ بند چلا آ رہا ہے اور اس وقت کی حکومت جیسا کہ آپ جانتے ہیں، کراچی میں بھی اور کوئٹہ میں بھی اور پشاور میں بھی چند سڑکوں کو انہوں نے اس طرح ہی بند رکھا تاکہ ان لوگوں کی Safety یقینی ہو، اصولی طور پر تو یہ ہے کہ حکومت جس کی بھی ہو، بیرونی Missions کو، سفارت خانوں کو اور دفاتر کو

تحفظ دینا اس کی اخلاقی اور آئینی ذمہ داری ہے اور اگر کوئی مشن آپ سے اپیل کرے کہ ہم اپنے آپ کو یہاں Safe محسوس نہیں کر رہے ہیں تو آپ کو اس کی درخواست پر، اس کی اپیل پر ضرور غور کرنا ہوگا، جس طرح آپ نے کہا کہ ہائی کورٹ نے اس پر کوئی Decision دیا ہے تو ہمارے علم کے مطابق اس طرح کا کوئی Decision نہیں ہے اور اگر اس طرح کا کوئی فیصلہ موجود ہے تو اس فیصلے پر عمل کرنا پھر حکومت کا فرض بھی ہے اور گزشتہ ایک عرصہ سے ہم سب Feel کر رہے ہیں، لیکن جب تک اس کی حفاظت کا کوئی متبادل اور موثر انتظام موجود نہ ہو تو اس پر بات تو ہو سکتی ہے، آپ کی تجویز کو ہم اپنے ساتھ نوٹ کر سکتے ہیں، فی الوقت اس کے بارے میں کوئی اعلان کرنا ممکن نہیں ہے۔

جناب انور کمال خان: جناب سپیکر صاحب! میں ان کی باتوں سے، معذرت کے ساتھ، اتفاق نہیں کرتا اس لئے کہ ان سے، قونصلیٹ سے بڑھ کر اسلام آباد میں تمام دنیا کی Embassies وہاں پر موجود ہیں اور اگر مرکز کی حکومت اس چیز سے غافل نہیں ہے کہ ان لوگوں کو وہ تحفظ نہیں دے رہے ہیں، لیکن آپ اسلام آباد میں مجھے ایک سڑک بتائیں Even President House کے سامنے بھی آپ بڑی آسانی سے گزر سکتے ہیں، وہاں پر کسی سفارت خانے کے سامنے سے گزرنے والی سڑک کو آج تک بند نہیں کیا گیا ہے، میں حیران ہوں کہ ایک قونصلیٹ کے سامنے سے گزرنے والی، آپ ضرور ان کو تحفظ مہیا کریں، آپ ان کو گھر میں رہنے کے لئے کہیں کہ وہ کسی بکتر بند گاڑی میں بیٹھ کر گھر سے باہر نکلیں، کسی ٹینک میں بیٹھ کر گھر سے باہر نکلیں، آپ ان کے ساتھ سارے صوبہ سرحد کی پولیس کا عملہ ان کو دے دیں، لیکن یہ جواز نہیں بنتا کہ آپ کہتے ہیں کہ اگر وہ آپ سے ریکویسٹ کر رہے ہیں کہ آپ ان کو تحفظ دیں تو کل وہ آپ سے ریکویسٹ کریں گے کہ وہ اپنے گھر میں اگر محفوظ نہیں تو، اس سے یہ مراد ہے کہ وہ پورے پشاور میں محفوظ نہیں ہیں تو پھر آپ پورے پشاور کا محاصرہ کریں گے؟ وہ کل آپ کو کہیں گے کہ میں صوبہ سرحد میں محفوظ نہیں ہوں تو آپ صوبہ سرحد کے تمام راستے بند کر دیں گے، کہاں کہاں تک آپ ان کی حفاظت کرتے رہیں گے؟

جناب سپیکر: انور کمال خان، انور کمال خان، میرے خیال میں۔۔۔۔۔

جناب انور کمال خان: جناب والا! یہ کہتے ہیں کہ آپ کی مونچھوں سے، خدا کی قسم اگر میں ان کی جگہ موجود ہوتا، میں اس سفارتخانے کو اور اس قونصلیٹ کو یہاں سے نکال کر کسی ویرانے میں پھینک دیتا، میں ایک سیکنڈ کی اجازت نہ دیتا۔

(تالیاں)

جناب سپیکر: سراج الحق صاحب۔

سینیئر وزیر: ویسے۔۔۔۔۔

جناب انور کمال: وہ ہمارے ساتھ کیا عمل کر رہے ہیں؟۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: انور کمال خان، منسٹر صاحب کو جواب دینے دیں۔

مولانا محمد مجاہد خان: میرے خیال میں سارے ہاؤس کو یہ مطالبہ کرنا چاہیے کہ قونصلیٹ کے سامنے کی سڑک کو کھول دیں۔

جناب انور کمال: ہم اس چیز پر بات کر رہے ہیں کہ ان لوگوں نے Apologetic رویہ ہمارے ساتھ

اختیار کیا ہوا ہے، یہ رویہ خدا کے لئے ترک دیں، جو اپنے دل میں بات ہے وہ سب یہاں کہہ دیں۔

مولانا محمد مجاہد خان: میں گزارش کرتا ہوں آپ سب حضرات سے کہ آپ یہ مطالبہ کر دیں کہ کل وہ سڑک ٹریفک کے لئے کھول دیں۔

(تالیاں)

جناب سپیکر: جناب سراج الحق صاحب۔

سینیئر وزیر: میں عرض کرتا ہوں کہ جس طرح بڑی داڑھیوں والے اور پگڑی والے پشاور میں ہیں وہ

اسلام آباد میں نہیں ہیں اور یہ اللہ کا ایک دین ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رعب ڈالا ہے شاید اس خطے کے عوام کے

چہروں میں بھی، داڑھیوں میں بھی، پگڑیوں میں بھی اور مونچھوں میں بھی اس لئے ان کی طرف سے جو

بات آئے تو ہم اس کو اپنے ساتھ نوٹ کرتے ہیں اور تجویز کی Feasibility کو دیکھتے ہیں اور انشاء اللہ اس

میں کوشش کرتے ہیں۔

Mr. Speaker: Next. Mr. Bashir Ahmad Bilour, MPA, to please move his Call Attention Notice No. 180 in the House under rule 52(a) of the Procedure and Conduct of Business Rules 1988.

جناب بشیر احمد بلور: ڊيره مهر باني مسٽر سپيڪر صاحب، "میں آپ کی توجہ ایک اہم مسئلے کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ روزنامہ "آج" مورخہ 18 فروری 2003 میں خبر آئی ہے، جس میں لکھی مروت کی ضلعی زکوٰۃ کمیٹی کے چیئرمین نے استعفیٰ دیا ہے، انہوں نے وجوہات بیان کرتے ہوئے لوکل ایم این اے جناب، شیخ امان اللہ خان صاحب کی طرف سے بے قاعدگی کرنے پر مجبور کیا گیا، مگر جب انہوں نے وزیر زکوٰۃ و عشر صوبہ پنشنون خوا کے علم میں یہ بات لائی تو انہوں نے بھی ایم این اے صاحب کی طرف داری کرتے ہوئے مستقل آبادی کاری کے فارم براہ راست پشاور منگوائے جو قاعدے کی خلاف ورزی ہے۔

جناب سپيڪر صاحب! د ڊي زڪوٰۃ كميتو باره ڪمپني زما په خيال په ٽوله صوبه ڪمپني او خاص ڪر دے پيښور ڊسٽرڪٽ ڪمپني زمونر. زڪوٰۃ منسٽر صاحب ڊير زيات Interference ڪوي او يو نه ڇو زڪوٰۃ ڪمپني چي ڊي بغير ٽپوسه هغه ئے ختم ڪرے ڊي او د ڊي يو طريقه ڪار دا دے چي هغه جماعت ڪمپني خلق ڪمپني او اليڪشن او ڪري او د هغي نه پس هغه سرے چئيرمين شي، بدقسمتي داده چي سم دم ڪار، چي ڪوم ڄائے غلط خبره ده په سر سترگو په هغي باندي دے ايڪشن واخلی نو دا جمهوري حکومت او دا شريعت راوستلو والا حکومت داسي ڪارونه ڪوي چي د هغي خلاف خلق استعفيٰ ورکوي، نو پڪار نه ده چي دا منسٽران صاحبان يا ایم این اے صاحبان داسي خبرو ڪمپني Interference او ڪري، او بل دا عرض ڪوم جي د پيښور بنار دے علاقه ڪمپني بدقسمتي يا خوش قسمتي سره داسي چه هلته زمونرہ دا خلق او د مسلم ليگ خلق ٽول په ڊي ڪمپني ممبران او چئيرمينان وو او د منسٽر صاحب، دا حکومت چي ڪله راغلي دے نو هغه ٽول ئے Dismiss ڪري ڊي او ڪوشش ئے ڪرے دے چي خپل خلق Accommodate شي، مونرہ ته هيخ اعتراض نشته خو ليگل او قانوني طور باندي داوشي او زه دا هم خواست ڪومه چه چرته Embarrassment شوے وي، چرته Embarrassment شوې وي، چرته ڪرپشن شوې وي، په هغي باندي دے ايڪشن واخلی، مونرہ ته هيخ انڪار نشته خو خدائے د پاره ذاتي انا او Liking and disliking دے نه ڪوي، ڇڪه چي دے سره حالات خرابيري۔

جناب سپيڪر: جناب حافظ حشمت صاحب!

جناب حشمت خان (وزیر زکوٰۃ و عشر): بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ محترم سپیکر صاحب! زہ  
د رور بشیر صاحب ڊیر مشکور یم او تاسو نہ بہ یو پینخہ منته وخت آخلم او چہ  
زہ کوم کار کوم نو د ٲول ایوان نہ پہ ہغہ کبہٲی تعاون غواړم، تر څومرہ حدہ  
پورے چہ د آمان اللہ صاحب، چہ د ہغہ ځائے منتخب نمائندہ دے، د ہغوی  
پرائیویٲ سیکرٲری ماتہ ٲیلی فون او کړو چہ ما د چئیرمین صاحب تہ فارمونہ  
یورل او ہغوی ماسرہ ډیرہ بدہ رویہ او کړہ او ہغہ ئے ماتہ واپس کړل، ما ور تہ  
پہ ٲیلی فون او وئیل چہ منتخب نمائندہ دا د عوامو نمائندہ دے کہ ایم پی اے  
دے او کہ ایم این اے دے، کہ چرے د ہغوی حق نہ کبہٲی بالکل پہ بنہ ٲریقہ  
باندہ ہغوی تہ او وایہ چہ د دہ رولز دا دی، پہ دہ ٲریقہ باندہ تہ راشہ،  
تاتہ بہ داسہ ملاویزی، څومرہ حدہ پورے، ہغوی تہ ما دا بار بار وائیلی دی  
چہ ایم این اے او ایم پی اے دوی تہ عزت ورکول، دا ستاسو فرض دی، ہغہ د  
دہ پہ جواب کبہٲی استعفیٰ ورکړہ او د 1980 د آرډیننس مطابق د دوی د  
استعفیٰ منظوری یا غیر منظوری، دا صوبائی زکوٰۃ کونسل سرہ وی، د منسٲر  
پہ ہغہ کبہٲی ہیڅ څہ رول نہ وی، ہغوی د ہغہ استعفیٰ منظورہ کړہ خودا در تہ  
وایم چہ د دہ نہ دوه میاشٲے مخکبہٲی د دغہ ضلع د Utilization فی صدی  
زیرو پرسنٲ وہ، صوبائی زکوٰۃ کونسل د دہ نہ مخکبہٲی، مرکزی زکوٰۃ  
کونسل د تشویش اظہار کړے دے، زہ تیرہ میاشٲ اسلام آباد تہ لارم سپیکر  
صاحب، ما مطالبہ او کړہ چہ زمونږہ غریبہ صوبہ دہ او مونږہ د زکوٰۃ پہ دہ مد  
کبہٲی دا پیسے لږے زیاتے کړئی، تاسو بہ حیران شئی چہ ہغوی ماتہ او وئیل  
چہ تاسو څو ہغہ مخکبہٲی پیسے خٲمے کړئی کنہ، حیران بہ تاسو د خبرہ تہ لار  
شئی چہ او ولس نیم کروړہ روپئی مخکبہٲی ځل دے ظالمانو چئیرمینانو نہ وے  
تقسیم کړے کہ چرے دوی استعفیٰ نہ وے ورکړے نو ما بہ خپلہ زکوٰۃ کونسل تہ  
سفارش کولو چہ ددہ Disqualification د پارہ دا خبرہ بالکل کافی دہ چہ  
پیسے راغلې دی او دوی ئے نہ تقسیموی، دے وجہ ما خودا ور تہ وئیلی دی  
چہ د کومو چئیرمینانو دا حال وی، ہغوی دے از خود استعفیٰ ورکړی او کہ نہ  
ورکوی (ٲالیاں) نو Disqualification د پارہ، د ہغہ د پارہ دا خبرہ  
بالکل کافی دہ چہ ہغوی دا پیسے نہ تقسیموی، تاسو بہ حیران شئی چہ تین

کرو، نوے لاکھ روپئی د دینی مدرسوں فنڈز موجود دے بیا Laps کیری، ما  
 خورته بار بار ووئیلی دی، مقامی زکوٰۃ کمیٹی د پارہ رونرو ما بالکل ہیچ  
 چرے د ہم خدائے داسی اونکری چے مونبرہ پہ دے کبھی Interference اوکرو  
 خو پہ دے Reforms غوارو، چے کوم کار، کوم ظلم، زہ ہغہ یو خائے کبھی  
 لطیفہ وایم، یو ایف ر، الف، ر، الف را، یو آرام او یو حرام دے، دوی بنہ پہ آرام  
 بانڈی حرام خورلی دی او دا مے یقین دے، چہ ددوی د خیتونہ بہ د غریبانانو دا  
 مال راؤ باسئی (تالیان) تاسو نہ تعاون غوارم پہ دیکبھی چہ چرتہ کبھی  
 کوم خائے کبھی تاسو تہ غلط دغہ بنکاری، بالکل زما سرزنش او کرائی، ما سرہ  
 د رونرو غونڈی کبنتی، بالکل د سیاسی دغہ نہ بالاترونرو، یعنی چے خنگہ  
 پہ زکوٰۃ کبھی کوم غم، دلته نقد پیسہ دہ او ڈیر لوئے کرپشن شوے دے، چے  
 کومے ضلع تہ زہ تلے یم نو ہغلته کبھی دا ایم پی ایز او تاسو رونرو ما تہ  
 شکایت کرے دے، د اقداماتو تر حدہ پورے ما دا کرے دے چے Volunteer  
 تیمونہ مے جو کرے دی، د ہرے ضلع د پارہ مے درے کسان ور کرے دی او  
 ڈیر بہترین رزلت د ہغے راوتے دی، دویشٹ کمیٹی دلته کبھی مونبرہ نیولے  
 دی، پہ خیبر بازار کبھی کمیٹی دہ او ٲول غریبانان پہ خیبر بازار کبھی راجم  
 دی، د ایل آرایچ پہ ہاسٹل کبھی کمیٹی دہ ٲکے چے ٲول غریبانان ہسپتال کبھی  
 دا ٲاکتران صاحبان غریبانان دی، پہ ایل آرایچ ہاسٹل کبھی کمیٹی دہ، دومرہ  
 ظلم شوے دے، بشیر صاحب تاسو بہ حیران شئی، د دے وجہ نہ وزیر اعلیٰ  
 صاحب ماتہ وئیلے دی، مونبرہ آئی بی، سپیشل برانچ تہ د تحقیقات د پارہ دا  
 نومونہ لیبرلی دی، شپر آڈٹ کمیٹی مو جو کرے کری دی، اوسہ پورے مونبرہ  
 پیبنور نہ 2484 دا کیسونہ دے آئی بی، تہ سپیشل برانچ تہ لیبرلی دی، د  
 چارسدے نہ مو 1311 لیبرلے دی، د کوہاٲ نہ مو 553 لیبرلے دی، د ایبٲ آباد نہ  
 مو 958 لیبرلے دی، د ہری پور نہ مو 615 لیبرلی دی او د چترال نہ مو 341 لیبرلی  
 دی او د ڈیرہ اسماعیل خان نہ مو 1119 لیبرلی دے، ٲومرہ حدہ پورے چہ د پیبنور  
 خبرہ تاسو او کرہ، د پیبنور چئیرمین صاحب ما راوغوبنتو او ہغہ تہ ما او وئیل  
 چے دلته خو زما خیلہ ضلع دہ زہ د دے ضلع نہ منتخب شوے یم، دا خو زہ ما ٲل  
 جو رول غوارم، ہغہ ماتہ او وئیل چہ دا ممبران ماسرہ تعاون نہ کوی او پہ ہغہ

ممبرانو باندې پخپله د دې ضلع چئرمين دا ليكل كړى دى د آرډيننس مطابق په صوبائى زكواة كونسل كښې د هغې هغه كار كړدگى ورته پيش شوې ده او كونسل د هغوي استعفى منظور كړې ده، وزير په دې كښې هيش Interference نه دى كړى۔

جناب سپيكر: بشير احمد بلور۔

جناب بشير احمد بلور: جناب سپيكر! ما په يو Particular خبره باندې دا كال اټنشن نوټس پيش كړى وو، هغه دا ليكي چې زه ئے پريشراټز كرم چې ته دا ډائريكت پيښور ته واستوه۔

جناب سپيكر: بشير احمد بلور صاحب! دا اخبار بيان دى او منسټر صاحب فلور آف دى هاؤس تاته خپل ټول Detail پيش كړو كنه، هغې ته ئے توجه وركړې وه او تاسو ټول د معزز هاؤس اراكينو ته ئے درخواست او كړو چه ما سره تعاون په دې او كړئ۔

جناب بشير احمد بلور: ما خو عرض او كړو چې كوم ځائے كښې كړپشن وي، مونږه د دوئ سره تعاون كوؤ او كوشش به كوؤ چه دا كړپشن ختم شى، مونږه هم نه غواړو چې د غريبانانو پيسه په غلط ځائے باندې ولگى، خو دا يو Particular خبره ده، دى كښې هغه وائى چه زه پريشراټز شوې يم چې ايم اين اے صاحب او وئيل چې ته دا كاغذونه ډائريكت واستوه، د دې يو طريقه كار د كاغذ استولو Acceptance، دا اخبار د دې بيانونو خو چا ترديد نه دى كړى، زه خبره ختمه كړم، هغه وائى چه ما ايم اين اے صاحب ته او وئيل چه دا Procedure دى Adopt كړو نو بيا به دا كاغذونه استوم، او وئيل ئے چې ما نه دى استولى، څنگه چې زمونږه رور خبره او كړه، ډاكټر رضا خان، هغه دا بيان وركړى دى د دې ترديد نه دى راغلي، د دې هم ترديد نه دى راغلي، زه خو لكى مروت سره تعلق نه لرم خو اخبار كښې دا راغلي وو، نو اخبار كښې هغوي دا وئيل دى چې ماته بيا ئے ټيلى فون او كړو او ټيلى فون نه پس ما غير آئينى كار اونكړو، هغوي مانه دا كاغذونه او غوښتل نوزه ويم چې ولے دا غير آئينى كارونه كيږي؟

او داسې بڼه او پوهه وزير او ايماندار محكمه ده، پكار ده چې Irregularities و نه شي.

جناب سپيکر: انور کمال خان مروت صاحب۔

جناب انور کمال خان: زه د بشير خان د دې خبرې تائيد ځکه کوم صاحب، چې زه خپله د لکي مروت نه تعلق لرم او دا چټير مين ذاتي طور باندې ډير بڼه پيژم، دا نه چې زه د هغه سپري سفارش کوم، منستر صاحب به په خپل ځان باندې بڼه وائي، خو چې کوم د دې مدعا ده، هغه دا دومره موده کار کوؤ او مونږه پخپله د دې ضلعه نه تعلق لرو او زه دا هم په وثوق سره وئيلې شم، چې د هغه سياسي تعلق ستاسو د پارټي، د جماعت اسلامي، سره دے خو باوجود د دې چې يونيک سرے، بڼه سرے، شريف سرے دے، ترننه پورے په لکي ضلع کښې دوی دے خپل ريکارډ اوگوري، په دې ضلعه کښې چا باندې پابندی نشته، په دې دوه کالو کښې، په دې دريو کالو کښې که د چا يو درخواست د کريشن يا د کمپليمنټ دے د دوی دفتر کښې موجود دی بيا خو به مونږه تسليم کړو چې يو سرے کريپټ دے، واقعي ده چيکونه نه تقسيمول، ده پيسے نه ورکولے ځکه چه دے وزارت ته د هغه خلاف څه راغلې وو، خود دوی مدعا خالي داده چې دے سپري د کوم حالاتو لاندے استعفي ورکړه، هغه حالات دا وو چې دا سرے ئے پريشراټز کړے دے، دوی ته مونږه هم دا وينا کولے شو خو مونږه په دې باندې پوهيږو چې دا د زکواة د چټير مين حق دے چې هغه دا معلوم کړي چې کوم يو سرے مستحق دے او کوم سرے مستحق نه دے که انور کمال پخپله درخواست ورکړي چې ته زما نوکرانو ته يا زما تربورانو يا زما د خاندان خلقو ته پيسے ورکړه او زه سبا په هغه باندې د ناراضگئي اظهار کومه، نو زما خيال دا دے چې دا به ماسره مناسب نه ښکاري، هغه ماته هم ټيلي فون کړے وو، ما هم هغه ته دا تسلي ورکړې وه چې ته خپله استعفي واپس واخله، زه به متعلقه وزير صاحب سره چې هغه ډير شريف سرے، خبره او کړم خو هغه دومره صاف گو سرے دے چې هغه او وئيل چې په داسې حالاتو کښې نور زما د پاره لار نشته سوائے د دې نه چې زه به استعفي ورکوم او سبا به بيا دا خلق زما په سر باندې زما د اصولو خلاف زما نه توقع لري، لهدا زه مجبوراً استعفي ورکوم، نو دوی هم ټهپيک وائي خو زما



خیال دا دے چہ عملاً د ہغہ خلاف ہیخ شہ کریشن نشته او پہ چا باندہی دا الزام لگول چہ یرہ دا کرپٹ سرے دے ، د دہی سرہ زہ قطعاً اتفاق نہ کوم او کہ بیا ہم دوئی د دہی پہ بارہ کبہی شہ وینا کوی نو زہ بیا ستاسو پہ وساطت سرہ وینا ورتہ کوم چہ بیا مہربانی او کړئ او د دہی انکوائری او کړئ ، زہ اوس ہم وثوق سرہ درتہ وایم چہ ہغہ سرے بہ بیا ہم دا عہدہ قبولہ نہ کری ، نن آن دی فلور آف دی ہاؤس زہ تاسو تہ دا وینا کوم چہ قبولہ بہ ئے نہ کری او د دہی الزامات ، چہ دا کوم الزامات پرے باندہی لگی ، زما د ترور خوے ہم نہ دے ، ما ورتہ او وئیل چہ دے د دوئی د پارٹئی سرہ تعلق لری ، پہ ہغہ باندہی الزامات لگول ، زہ کم از کم د دہی سرہ اتفاق نہ کوم۔

وزیر زکوٰۃ و عشر: جناب سپیکر صاحب! خومرہ حدہ پورے چہ کمال صاحب کومے خبری تہ توجہ ورکړہ ، د دہی ما بنہ تحقیق کرے دے او دا بالکل د نور و ضلعو نہ استثنائے ضلع دہ چہ ددغے سری Reputation بالکل تھیک تھاک دے ، بالکل حلال خور دے خود ہغہ Utilization ، چہ کوم فنڈ راغلہی دے د مرکز نہ د ہغہ Efficiency law دہ ، دوہ میاشتے مخکبہی د مرکز پیسے مونبرہ تہ راغلہی دی ، بنیادی طور باندہی ما د ہغہ معلومات کری دی تاسو چہ کومہ خبرہ او کړہ ، بالکل د جماعت اسلامی سرہ Affiliated ذہن والا سرے دے زما د خپل ، خو ظاہرہ چہ کوم سرے کار نہ کوی نو کہ زما د خپلے پارٹئی ہم دے او د غریب مال د مرکز نہ راشی او دے ئے نہ تقسیموی نو دے کبہی ماخو (تالیاں) مانہ پہ ہغہ باندہی الزام لگولے دے ، نہ مے ہغہ تہ کرپٹ وئیلی دی ، البتہ لاندے چئیرمینانو تہ ما کرپٹ ہغہ وخت کبہی وئیلی دی ، اوس ئے ہم ورتہ وایم چہ 90% خلقو نہ مال خورلے دے ، رونرو راسرہ ملگرتیا او کړئ چہ خیتو نہ ئے راوباسمہ۔

(تالیاں)

جناب انور کمال خان: زما خیال دے چہ تاسو انکوائری پرے مقرر کړئ ، تھیک دہ بالکل ہغہ دا فنڈ چہ کوم مستحقین دی او ہغوی تہ ئے نہ دے ورکړے ، نو بیا

ہغہ سزا، ہغہ خونن استعفیٰ ور کپری دہ تاسو بلکہ سزا ہم ور کپری، مونبرہ پہ دپی بانڈی پہ تاسو اعتراض نہ کوؤ۔

جناب بشیر احمد بلور: سپیکر صاحب! تاسو دا اخبار دا بیان لرا او گورئی چپی ہغہ لیکلی خہ دی؟ دوی وائی چپی ہغہ Distribution نہ کوی او پیسے ساتی او ڊیر Honest سرے دے، نو چپی Honest سرے دے نو د ہغہ Honest سرے لرا احترام پکار وو، یو طریقہ کار جو دے چپی ہغہ بہ خنگہ دا کاغذ ونہ پیسنور تہ استوی نو ہغہ د خپل کار کرد گئی خبرہ کوی، "ضلع لکی مروت کی ضلعی زکوٰۃ کمیٹی کے چیئرمین گل نواز نے زکوٰۃ کی تقسیم میں سیاسی مداخلت پر احتجاج کرتے ہوئے اپنے عہدے سے استعفیٰ دے دیا، گل نواز نے منظم اعلیٰ زکوٰۃ صوبہ سرحد کے نام استعفیٰ میں موقف اختیار کیا ہے کہ تین فروری کو علاقے کے ایم این اے، شیخ امان اللہ خان صاحب نے مستقل آبادی کے فارم بھجوائے، انہوں نے مزید کارروائی کے لئے پشاور بھجوانے کو کہا، جس پر میں نے انہیں مشورہ دیا کہ تمام فارم متعلقہ زکوٰۃ کمیٹی کی وساطت سے بھجوائے جائیں" متعلقہ زکوٰۃ کمیٹی ہغہ بائی پاس کوی او دے تہ لیبری چپی دا ڊاٹریکٹ تہ پیسنور تہ واستوہ، ہغہ نہ لیبری، نو بیا وزیر صاحب تیلی فون کوی چپی ہغہ راواستوہ، پخپلہ دوی آن دی فلور آف دی ہاؤس دا خبرہ او کپہ چپی دا ڊیر Honest سرے دے، نن پاکستان کپنی Honest سرے نہ ملاویبری، او دے کپنی چپی دا یو سرے Honest دے، نو پکار دہ چپی ہغہ لارہ او بنود لے شی، چپی گلہ، کار لرا Expedite کپہ، دا پیسے خلقو تہ ور کپہ، ہغہ Irregularity بہ نہ کولو نو پہ دپی ہغہ لرا کرے شو، پخپلہ د ہغہ د Honesty اعتراف کوی، نو داسپی نہ وہ پکار، نو کہ خراب وی او غلط کار ئے کرے وی نو بیا دے بے شک انکوائری او کپی۔

وزیر زکوٰۃ و عشر: جناب سپیکر صاحب! ہغہ تہ ما دا خبرہ او کپہ، پتہ نشتہ چپی دا مولانا امان اللہ صاحب چپی د ہغہ خائے منتخب نمائندہ دے، ہغہ بانڈی د دپی قابل احترام ممبر نوم ولے بد اولگیدو؟ ما ورتہ دا او وئیل چپی، صاحبہ دا د عوامو نمائندہ دے، تہ ہلتہ چیئرمین ئے، دہ تالہ یو شے راو پرو، نو بنہ طریقہ بانڈی ئے ڊیل کپہ۔

جناب بشیر احمد بلور: د عوامو نمائنده به د قانون بالادستی منی او قانون سره به خبره کوی، زه نمائنده شوم نو زه به غیر قانونی کار کوم؟ داشے دے لاندې زکواة کمیټی ته لار شی، بیا دے هغې ته راشی۔

وزیر مذہبی امور: هغه کولے هم نه شی جی۔

جناب بشیر احمد بلور: او که دا ډائریکت او کړی نو داشے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: کال اپنشن نوټس دے، بس حکومت د هغې دغه او کړو، زما په خیال بشیر احمد بلور صاحب مخکښې به خو۔

میاں نثار گل: جناب سپیکر صاحب! که مالہ یو منټ را کړئ۔

جناب سپیکر: د جمعے ورځ ده، دا ستاسو Business دے۔

میاں نثار گل: یو منټ سر، په دې خبره باندې ماتہ یو منټ را کړئ۔

جناب سپیکر: د جمعے ورځ ده۔

میاں نثار گل: زه د زکواة متعلق یو خبره کوم ولے چې د زکواة خبره ده، زه د ضلع کرک او سیدونکے یم، زه هلته یو محفل ته لار مه، زه چیف گیسټ ووم، د زکواة چیکونه مو تقسیمول، یقین اوساتنی سپیکر صاحب، چې هلته کښې 140 چیکونه د دس دس هزار روپو وو، ما چې خه وخت کښې تقسیمول شروع کړل، هغه د ډاټسنو اوونرز وو، مالکان وو، ما هغه چیکونه هغوې له ورکول، ما هغه چیکونه هلته پریښودل، ما ورته ووئیل چې زه خو دا نه تقسیموم، زه وزیر موصوف ته دا خواست کوم چې د زکواة مد کښې داسې کمیټی جوړے کړئ چې حقدارو خلقو ته دا زکواة ملاویری، ولے چې حقیقت دا دے چې زکواة کښې چې مخکښې څومره کرپشن شوې دے، دس هزار روپئې چیک اخلی، پانچ هزار سړی ته ملاویری او پانچ هزار چې کوم دے، سپیکر صاحب، دا ستاسو هم فرض دی، زما هم فرض دی، د ټول ایوان فرض دی چې د زکواة تقسیم منصفانه شروع شی، ډیره مهربانی۔

جناب سپیکر: صحیح ده، حافظ حشمت صاحب۔

وزير زکوة و مذہبی امور: جناب سپيڪر صاحب! الحمد للہ دا ڪريڊٽ گورنمنٽ ته ڄي ڇي په اول ڄل باندې، ما دا بوجه په ڄان ايبنودے دے، ڊير گران ڪار دے خوهر ضلعي چئيرمين ته مے وئيلي دي ڇي خصوصاً د مستقل بحالي سڪيم د پاره تاسو ڪوم چيڪونه تقسيموئي، په هغې ڪنبي به زه پخپله راڄم، د علاقے ايم پي اے به راڄي، زه به خپل سيڪرٽري درليپرڻم خو دا رانه نور بيتهڪ ڪنبي نه شي تقسيمولے، عامه اجتماع به راغوارئي، عامه جلسه به راغوارئي (تالیاں) عامه اجتماع به په جماعت ڪنبي راغوارئي او سپيڪر صاحب، په خپله حلقه ڪنبي زه تله يم او په عين موقع مے درے ڪسان هلته اونيول، تپوسونه مے ترے او ڪرل او هلته مے او وئيل ڇي رونرو پاسئي ڪه د دي نه چرته بنه مستحق سرے، زه افسوس ڪوم ڇي تاته په دغه پروگرام ڪنبي دعوت ولے نه دے در ڪرے شومے، زه د هر ڄائے ڊي سي او ته مخڪنبي خپل پرائيوٽ سيڪرٽري ته اطلاع ڪوم چه ڪومے ضلع ته هم ڄم، ورته و ايم ڇي هلته ٽول منتخب نمائندگان، اوس تاسو ته هم و ايم، زما د طرف نه، په اخبار ڪنبي او گورئي، زه په ٽيلي فون باندې ڪوشش ڪوم ڇي چرته هم تله يم او ڪوم ممبران نه دي راغلي، ڊي آئي خان ڪنبي د دوه ايم پي ايز ڪورته لارم او هلته مے تپوس او ڪرو ڇي ولے زما ضلع دوره وه، تاسو منتخب نمائنده ئي، ڪه د هرے پارٽي سره ئي، ما د پاره قابل احترام ئي، تاسو هم ماسره تعاون او ڪرئي، دا په اول ڄل ما ڪرے دي ڇي د مستقل بحالي سڪيم د پاره ڪوم چيڪونه تقسيميري نو هغې ڪنبي زه د علاقے ايم پي اے راغوارم ڪه ته په هغې ڪنبي موجود نه وے، آئنده د پاره ته ڪوشش ڪوه ڇي ته راڄے، او په دي بيا درته اپيل ڪومه رونرو، چه ڊير زيات ظلم شوې دے، ڊير زياتے شوې دے او ان شاء الله نور به ئے رانه اونه ڪري ڪه خير وي، خو ڪه ستاسو تعاون راسره وي۔

جناب فرید خان: محترم جناب سپيڪر صاحب! مالہ دے موقع را ڪرے شي جي۔

جناب ظفر الله خان: جناب سپيڪر صاحب! ڇي ڄومره فنڊ دے، دا دے ايم پي اے ته ور ڪري، په هغوي دے Equal تقسيم ڪري، هغه صحيح طريقه ڪار دے، دا د چئيرمين والا غلطه طريقه ده، تين ڪروڙ لکي والا اغستي دي۔

جناب فرید خان: محترم جناب سپیکر صاحب۔

جناب ظفر اللہ خان: یو یو کروڑ دے یو یو ایم پی اے لہ راخی، ہغہ بہ ئے صحیح تقسیم کری، نور چہ کوم د چئیر مینانو طریقہ دہ، دوی خوتین سال او کرہ۔

جناب فرید خان: محترم سپیکر صاحب! ماتہ لبرہ موقع را کرئی جی۔

Mr. Speaker: Mr. Muzafar Said, MPA, to please move his Call Attention Notice No. 184 in the House under rule 52(a) of the Procedure and Conduct of Business Rules, 1988. Mr. Muzaffar Said, MPA, please.

جناب مظفر سید: شکر یہ، سپیکر صاحب! "اسمبلی کی کارروائی روک کر اس اہم اور فوری مفاد عامہ نوعیت کے مسئلے پر بحث کی جائے، صوبہ سرحد کے مختلف اضلاع میں گرلز مڈل سکولز، بوائز مڈل سکولز کی بلڈنگ تقریباً چار، پانچ سال سے تیار ہیں، پوسٹوں کی منظوری ابھی تک نہیں دی گئی ہے، ایک طرف عمارتوں کی حالت خراب ہو رہی ہے اور دوسری طرف قوم کے بچے تعلیم سے محروم ہو رہے ہیں" جناب سپیکر صاحب! سکولونہ تیار دی، بلڈنگونہ تیار دی، خلور پینخہ کالہ د ہغی او شو، تر نہ پورے ہغی تہ د پوسٹونو Sanction نہ ور کرے کیبری، بل طرف تہ ہغہ بلڈنگونہ، ہغہ گراویبری ہم، زہ د جناب سراج الحق صاحب توجہ خان طرف تہ غوارم خکے چہ شاید چہ جواب بہ ہغوی را کوی، خکے چہ د ایجوکیشن منسٹر صاحب خو نشتہ او د دے د فنانس سرہ تعلق دے، یو طرف تہ بے شمارہ تعلیم یافتہ خلق بے روزگارہ دی، او دا خو زمونبرہ بدقسمتی دہ چہ مونبر پہ دیانتداری کبھی ہم یر مشہور یو، زمونبرہ محکمے بغیر د خہ کوالٹی نہ فوراً سرٹیفیکیت ور کوی، زہ دلته دا مطالبہ کوم چہ د ہغہ تعلیمی ادارو چہ د ہغی بلڈنگونہ گراویبری، د ہغی د تحقیقات اوشی چہ دے تہ دا سرٹیفیکیتونہ کومے محکمے ور کرے دی، چا ور کرے دی او ولے ئے ور کرے دی؟ او دویمہ مطالبہ دا چہ د پوسٹونو دا Sanction بہ فنانس کلہ ور کوی؟ خکے چہ بلڈنگونہ د ہغی خراب دی۔

جناب سپیکر: مہربانی، جناب سراج الحق صاحب۔

جناب سراج الحق (سینیئر وزیر): محترم سپیکر صاحب! د دوی دا کیس فنانس ته راغلی دے او زیر غور دے او مونبرہ د نوے پوسٹونو د منظورئی د پارہ خپلہ یوہ خاکہ تیارہ کړې ده او هغه به مساوی طور د ضرورت مطابق، په ټولو اضلاع Apply کوؤ، د دې وجه نه ان شاء الله دا به اوشی۔

Mr. Speaker: Next, Mr. Ikarmullah Shahid, to please move his Call Attention Notice No. 185, in the House under rule 52(a) of the Procedure and Conduct of Business Rules, 1988. Mr. Ikramullah Shahid. The mover is not present. Next, Mr. Tajul Amin Jabal, MPA, to please move his Call Attention Notice No. 196 in the House under rule 52(a) of the Procedure and Conduct of Business Rules, 1988. Mr. Tajul Amin Jabal, MPA. Not present, it lapsed.

جناب سپیکر: Next item څه کوؤ؟ د جمعے ورځ ده، Discussion  
on Contract Appointment څه مو خیال دے د جمعے ورځ ده؟

جناب پیر محمد خان: سپیکر صاحب! یو ریکویسټ مے وو، سپیکر صاحب، ما خو تپوس کوؤ۔

جناب سپیکر: جی پیر محمد خان صاحب۔

جناب پیر محمد خان: دا جی زما دا کوټسچن دی، ډیر مے کافی، دا 32 کوټسچن دی، صرف د نهو جوابونه راغلي دي، د C&W خو د سره د یو جواب هم نه دے راغلي، تاسو او گورئی، د C&W مے یو هم نه دے راغلي، د بلدیاتو هم یو نه دے راغلي۔

جناب سپیکر: جواب نه دے راغلي؟

جناب پیر محمد خان: جوابونه دے اسمبلی ته نه دی راغلي، څه Reminder ورپسے کول غواړې که څه ورپسے کوئ؟ بیا په کبني زما التواگانے چې دی، هغه هم ډیر شے دی، هغه هم رانغله، زما خیال دے چې زما سره به انصافی اونه شی۔

جناب سپیکر: څه او به شی، ان شاء الله انصاف به در سره کیږی۔

The sitting is adjourned till 09:20 am, Monday the 28<sup>th</sup> April 2003.

(اجلاس بروز سوموار مورخہ 28 اپریل 2003ء صبح ساڑھے نو بجے تک کیلئے ملتوی ہو گیا)